Postal Reg No PB/0154/2003/TO2005

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْح الْ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍوَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 53

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 10/11

شرح چندہ سالانہ 200 روپے بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

17/24 محرم 1425 ہجری 9/16 امان 1383 ہش 9/16 مارچ 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۸ مارچ ۲۰۰۴ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

کل حضور انور نے مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو عدل و انصاف کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں

ارشاد ربانی

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍO وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُO ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِO (سورۃ الجمعہ: آیت ۳ تا ۵)

ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الاان یتم نورہ ولوکرہ الکفرون O ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون O (سورۃ التوبہ: آیت ۳۲۔۳۳)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے کے سوا دوسری ہر بات سے انکار کرتا ہے خواہ کفار کو کتنا ہی برا لگے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ باقی دینوں پر اسے غالب کر دے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بری لگے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا (صحیح بخاری پارہ ۱۳ کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عادل حکم ہو کر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر یعنی سور کو ماریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ "وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ" قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْرَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔ (بخاری کتاب التفسیر باب الجمعہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسول مقبول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ الجمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔ جب آپ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو اُن میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے پیروکار تب ہی بن سکتے ہیں جب دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کریں

قرآن مجید نے ہمیں نہ صرف اپنوں سے بلکہ دشمنوں سے بھی انصاف کا حکم دیا ہے

آئندہ جو دن آنے والے ہیں اس میں ایک احمدی ہی کا کردار اس تعلق میں بہت اہم ہوگا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۵ مارچ ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًاO (النساء ۱۳۶)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو مبادا عدل سے گریز کرو اور اگر تم نے گول مول بات

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

نظامِ خلافت ـــــ نظامِ وصیّت

۱۹۰۵ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب لگاتار آپ کے وصال کے متعلق الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ بعنوان ''الوصیت'' تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں دراصل آپ نے وہ اہم بنیادی ہدایات درج فرمائی ہیں جن پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد کھڑی ہے یعنی:

☆ - جماعت میں خلافت کے قیام کی خوشخبری

☆ - اشاعتِ اسلام اور تبلیغ احکامِ قرآن کیلئے مالی قربانی کرنے کیلئے وصیت کا پروگرام

اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کتاب کا نام ''الوصیت'' دو اغراض کی بنا پر رکھا جانا معلوم ہوتا ہے ایک تو وہ وصیت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے قیام اور اس کی کامل اطاعت کے متعلق جماعت کو کی ہے اور دوسری وصیت ہر فرد جماعت کیلئے ہے کہ وہ اس مالی نظام کا حصہ بن جائے جس کی بنیاد آپؑ نے تبلیغ واشاعت اسلام کیلئے رکھی ہے۔

جہاں تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی نصیحت کا تعلق ہے آپ نے اپنی وفات کے متعلق ہونے والے الہامات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:-

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ **کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی** ۔اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حُجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا **ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا** ۔یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

پھر فرمایا:-

سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

پھر فرمایا:-

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔''

(الوصیت صفحہ۵تا۸)

جماعت احمدیہ کو اشاعت اسلام کیلئے مالی قربانی کرتے ہوئے اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کی وصیت کرنے کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

''دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔''

(الوصیت صفحہ۲۲)

پس یہ دونوں ہی چیزیں یعنی نظام خلافت اور نظام وصیت ہمارے سلسلہ کی جان ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں یعنی اگر نظامِ خلافت قائم ہے تو اس کے نتیجہ میں ہی نظام وصیت بھی قائم رہے گا چنانچہ دیکھیں خلافت ثانیہ کے قیام کے بعد جو لوگ خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ سے محروم ہو گئے وہ ساتھ ہی وصیت کے عظیم الشان مالی نظام سے بھی محروم ہو گئے نہ تو قادیان کے نظامِ وصیت میں شامل رہ سکے اور نہ ہی اُس جگہ نظام وصیت کا قیام کر سکے جہاں وہ خلافت چھوڑ کر گئے تھے لیکن جماعت کے جس حصہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت سے متعلق نظام خلافت کو مضبوطی سے اپنے سینے سے چمٹائے رکھا ان کو خدا نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ قادیان کے علاوہ اور جگہوں پر بھی وہ بہشتی مقبرہ قادیان کی شاخیں قائم کر سکیں اور نظام خلافت کے ذریعہ آج خدا کے فضل سے تمام دنیا میں نظام وصیت بھی جاری ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

احباب جماعت کو چاہئے کہ رسالہ الوصیت کو غور سے پڑھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی آئندہ نسل کو بھی ان ہر دو نظاموں کے ساتھ چمٹائے رکھیں۔ وباللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم)

مسجد بیت الفتوح

اشتیاق جاں نثاری برادائے مہر دیں
عشق میں معروف ہیں مسرور بھی صد آفریں
کام طاہر کے ہوئے آساں اے ربّ العٰلمیں
تیری رحمت سے ہوا سایہ بھی ہم پہ بالیقیں
آفتابِ حق سے ویرانے بھی اب روشن ہوئے
ظلمتوں کے شہر میں جب آگیا نورِ مبیں
مسجد بیت الفتوح کو بخش کر اعزاز حق
مغربی ساری مساجد سے کیا اس کو حسیں
آسماں کے اب ملائک بھی لگے ہیں جھومنے
دیکھ کر محراب و میناروں کا منظر دل نشیں
اَمن کا پرچم محبت سے ہوا ہے سر بلند
سارے اَدیاں کو کیا ہم نے محمدؐ کے قریں
ہر طریق فکر کو اپنا بنا کے ہم رکاب
آدمیت کو کیا کچھ اس طرح سے جاگزیں
اب اِسی مسجد سے پھوٹے گا طلسم لا الہ
اور بشر ہو جائے گا ربّ عُلیٰ کے بھی قریں
جو تیرے محبوب کے کوئی یہاں خوباں نہیں
کہہ گئے مہدیٔ برحق بات یہ کتنی حسیں
زندگی میں پیچ و خم دیکھے بہت آدم مگر
کام اپنے آگئے ہیں صادق الوعد الامیں

(آدم چغتائی برمنگھم)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

------ آپ کے ہی مبارک الفاظ میں ------

"یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچادے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔" (حجۃ الاسلام صفحہ:۱۲)

☆☆☆☆☆

"اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ:۱۳)

☆☆☆☆☆

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کی جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔" (برکات الدعا صفحہ:۳۴)

☆☆☆☆☆

"اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:۴۳۲)

☆☆☆☆☆

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے۔" (براہین احمدیہ صفحہ:۵۹۶)

☆☆☆☆☆

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ:۳۱۱)

☆☆☆☆☆

"میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور... میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا... اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ملا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ:۲۷۵)

☆☆☆☆☆

"صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے۔ اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلمانی پردے اٹھتے ہیں۔ اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے۔"

(براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ:۵۵۷)

☆☆☆☆☆

پیغام کا خلاصہ

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا... اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ:۶۹)

☆☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلم مشاہیر کی نظر میں

فرقہ اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کی کتاب "براہین احمدیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھالیا ہو۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ:۱۶۹)

نور محمد صاحب نقشبندی

قرآن شریف ترجمہ از حضرت شاہ رفیع الدین صاحب و مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مطبوعہ ۱۹۳۴ء دہلی کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے:

"اسی زمانہ میں پادری لفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا... مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا جملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت کے پادریوں کو شکست دی۔"

مشہور مفسر، صحافی اور ماہر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

"ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے... مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔" (اخبار وکیل امرتسر جنوری ۱۹۱۱ء)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راستباز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔" (اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ:۷۹ از ترجمہ از فارسی)

چوہدری افضل حق صاحب مفکر احرار

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔" (فتنہ ارتداد اور پولیٹکل قلابازیاں صفحہ:۱۲۴)

خطبہ جمعہ

بدظنی سے تجسّس اور تجسّس سے غیبت کی عادت پیدا ہوتی ہے

چغلی کی عادت سے اجتناب کے لئے ذیلی تنظیموں کو ٹھوس لائحہ عمل تجویز کرنا چاہئے

(بدظنی، تجسس او رغیبت کی عادات چھوڑنے کے بارہ میں پُرمعارف خطبہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۶ فتح ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اشھد ان لا إلہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

الحمدللہ رب العلمین ۔ الرحمٰن الرحیم ۔ ملک یوم الدین ۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔

اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۔ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ (سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

ہمارے معاشرے میں بعض برائیاں ایسی ہیں جو بظاہر بہت چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ان کے اثرات پورے معاشرے پر ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور ایک فساد برپا ہوا ہوتا ہے۔ انہی برائیوں میں سے بعض کا یہاں اس آیت میں ذکر ہے۔ ترجمہ ہے اس کا کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس میں تین باتوں کا ذکر ہے لیکن اصل میں تو پہلی دو باتوں کی ہی مناہی کی گئی ہے۔ تیسری برائی یعنی غیبت میں ہی دونوں آ جاتی ہیں۔ کیونکہ ظن ہوتا ہے تو تجسس ہوتا ہے اس کے بعد غیبت ہوتی ہے۔ تو اس آیت میں یہ فرمایا کہ غیبت جو ہے یہ مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اب دیکھیں ظالم سے ظالم شخص بھی، سخت دل سے سخت دل شخص بھی، کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس تصور سے ہی ابکائی آنے لگتی ہے، طبیعت متلانے لگتی ہے۔

ایک حدیث ہے ،" قیس روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ آپ کا ایک مردہ خچر کے پاس سے گزر ہوا جس کا پیٹ پھول چکا تھا"۔ مرے ہونے کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے، کافی دیر سے پڑا تھا" آپ نے کہا بخدا تم میں سے اگر کوئی یہ مردار پیٹ بھر کر کھا لے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے (یعنی غیبت کرے یا چغلی کرے)۔

(الادب المفرد للبخاری ۔باب الغیبۃ وقول اللہ تعالیٰ:ولا یغتب بعضکم بعضا)۔

تو بعض نازک طبائع ہوتی ہیں۔ اس طرح مرے ہوئے جانور کو، جس کا پیٹ پھول چکا ہو، اس میں سے سخت بدبو آ رہی ہو، تعفن پیدا ہو رہا ہو، اس کو بعض طبیعتیں دیکھ بھی نہیں سکتیں، کجا یہ کہ اس کا گوشت کھایا جائے۔ لیکن ایسی ہی بظاہر حساس طبیعتیں جو مردہ جانور کو تو نہیں دیکھ سکتیں، اس کی بدبو بھی برداشت نہیں کر سکتیں، قریب سے گزر بھی نہیں سکتیں، لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر غیبت اور چغلیاں اس طرح کر رہے ہوتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ تو یہ بڑے خوف کا مقام ہے، ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے، کہ فرمایا اگر اس قسم کی باتیں پہلے کر بھی چکے ہو، تو استغفار کرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنے رویّے درست کرو، مَیں یقیناً بہت رحم کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش مانگو تو مَیں رحم کرتے ہوئے تمہاری طرف متوجہ ہوں گا۔ بعض لوگ غیبت اور چغلی کی گہرائی کا علم نہیں رکھتے۔ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ کیا بات چغلی ہے، غیبت ہے۔ بعض اوقات سمجھ نہیں رہے ہوتے کہ یہ چغلی بھی ہے کہ نہیں۔ بعض دفعہ بعض باتوں کو مذاق سمجھا جا رہا ہوتا ہے لیکن وہ چغلی اور غیبت کے زمرے میں آتی ہے اس لئے اس کو مَیں تھوڑی سی مزید وضاحت سے کھولتا ہوں۔

علامہ آلوسی ﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

" اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے افراد سے ایسی بات نہ کرے جو وہ اپنے بارہ میں اپنی غیر موجودگی میں کئے جانے کو ناپسند کرتا ہے..........اور جو چیز وہ ناپسند کرے اس سے مراد عمومی طور پر یہ ہوگی کہ وہ باتیں اس کے دین کے بارہ میں، یا اس کی دنیا کے بارہ میں کی جائیں، اس کی دنیاوی حالت کے بارہ میں کی جائیں، اس کے مال یعنی امیری غریبی کے بارہ میں کی جائیں۔ یا اس کی شکل وصورت کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے اخلاق کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کی اولاد کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کی بیوی کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے غلاموں اور خادموں کے بارہ میں کی جائیں، یا اس کے لباس کے بارہ میں اور اس کے متعلقات کے بارہ میں ہوں"۔ (روح المعانی)

تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کے پیچھے کی جائیں تو وہ ناپسند کرتا ہے۔ اب دیکھ لیں کہ اکثر ایسی مجلسوں کا محور یہی باتیں ہوتی ہیں، دوسرے کے بارہ میں تو کر رہے ہوتے ہیں لیکن اگر اپنے بارہ میں کی جائیں تو ناپسند کرتے ہیں اور پھر جب باتیں ہو رہی ہوتی ہیں تو ایسے بے لاگ تبصرے ہو رہے ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ان کے اپنے بارہ میں یہ پتہ لگ جائے کہ فلاں فلاں مجلس میں ان کے بارہ میں بھی ایسی باتیں ہوئی ہیں تو بُرا لگتا ہے، برداشت نہیں کر سکتے، فوراً مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جو باتیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے، اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کریں۔ جن باتوں کا ذکر اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ مجلسوں میں ہوں، اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کریں کہ اس کا ذکر بھی اس طرح مجلسوں میں نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوءظنیوں سے بچو (بدظنیوں سے بچو)۔ اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت پڑتی ہے۔ (جب بدظنیاں کرو گے تو عیب تلاش کرنے کی عادت بھی پڑے گی)۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوءظن کرتا ہے یا بدظنی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جاویں"، اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آ جائیں۔" اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے"۔ یعنی کہ اتنا ڈوب جاتا ہے عیب کی تلاش میں کہ جس طرح کوئی بہت اہم کام کر رہا ہے۔ اور یہ خیال کر کے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا"۔ یعنی یہ سوچتا رہتا ہے کہ مَیں ایک دفعہ اس کے بارہ میں ایک رائے قائم کر چکا ہوں اگر کوئی اس کی دلیل مانگے تو تمہارے پاس اس کی برائی کا ثبوت کیا ہے تو جواب کیا دوں گا۔ تو اس جواب کو تلاش کرنے کے لئے مستقل اس جستجو میں رہتا ہے، اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کی مزید برائیاں نظر آئیں۔ تو فرماتے ہیں کہ" اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے ، پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ ﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا﴾ ۔ غرض خوب یاد رکھو سوءظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور نکتہ چینی میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا

گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا﴿ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ﴾۔اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ایسا بدآدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔جب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں جن میں سے بدبو آتی تھی"۔کتنی کراہت والی چیز ہے یہ لیکن جب کر رہا ہوتا ہے تو پتہ نہیں لگتا۔پھر فرمایا کہ" یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے"۔

اب یہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ فرما رہے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ" حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا کہ:اے لوگو!تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔ انہیں مَیں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے"۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی تعظیم المومن)

اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں،دفتروں میں کام کرنے والے،ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ،کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے،اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تا کہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں کہ:

"اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔.......... انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے، بڑی آسان بات ہے۔جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔یاد رکھو اللہ کریم ﴿تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ ہے۔وہ معاف کر دیتا ہے۔جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا۔اس لئے بد دوستوں سے بکلی کنارہ کش ہو جاؤ۔

مَیں نے جیسے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے ایسی باتوں کی اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس سے بچنا چاہئے۔شروع میں ہی، بچپن سے ہی اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ" ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو پھر بھی رُک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے۔اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾تقویٰ اختیار کرو، پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے"۔

(الحکم ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹،۸ بحوالہ حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۷،۶)

اس لئے اس معاشرے میں جہاں ہر طرف گند پھیلا ہوا ہے، ہر طرف گندگی ہے، باتوں کی بھی، ....؟اس سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے رہنا چاہئے، اسی سے مدد مانگنی چاہئے تب ہی ہم اس سے بچ سکتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا﴾ یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے سے گلہ مت کرے۔کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ"۔

(لیکچر لاہور ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۱۵۶)

اب گلہ کرنا، شکوہ کرنا بھی غیبت والی بات ہی ہے۔کیونکہ ایک دفعہ جب مشترکہ دوستوں میں بیٹھ کے شکایتیں شروع ہو گئیں تو پھر آہستہ آہستہ یہی شکوے شکایتیں جو ہیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔اور پھر غیبت کی عادت پڑ جاتی ہے۔اس لئے ہلکی سے ہلکی بھی جس میں شائبہ بھی ہو غیبت کا، وہ بات نہیں کرنی چاہئے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"غیبت کرنے والے کی نسبت قرآن کریم میں ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔عورتوں میں یہ بیماری بہت ہے۔آدھی رات تک بیٹھی غیبت کرتی ہیں اور پھر صبح اٹھ کر وہی کام شروع کر دیتی ہیں۔ لیکن اس سے بچنا چاہئے۔عورتوں کی خاص سورۃ قرآن شریف میں ہے۔حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بہشت میں دیکھا کہ فقیر زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں"۔یعنی غریب لوگ بہشت میں زیادہ تھے اور دوزخ میں دیکھا کہ عورتیں بہت تھیں۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ" عورتوں میں چند عیب بہت سخت ہیں اور کثرت سے ہیں۔ان میں سے یہ ہیں کہ شیخی کرنا کہ ہم ایسے ہیں، ایسے ہیں۔پھر قوم پر فخر کرنا کہ فلاں تو کمینی ذات کی عورت ہے یا فلاں ہم سے نیچی ذات کی ہے۔پھر یہ کہ اگر کوئی غریب عورت ان میں بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے نفرت کرتی ہیں اور اس کی طرف اشارہ شروع کر دیتی ہیں کہ کیسے غلیظ کپڑے پہنے ہوئے ہیں، زیور اس کے پاس کچھ بھی نہیں" وغیرہ وغیرہ۔

(ملفوظات جلد۸ صفحہ ۴۴۱ جدید ایڈیشن)

یہ تو اس زمانے کی عورتوں کا حال تھا۔الحمدللہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر بہت بڑی تعداد عورتوں کی اس بیماری سے پاک ہو گئی ہے اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرتی ہیں اور بعض تو دین کی خدمت کے معاملے میں اور اس جذبے میں مردوں سے بھی آگے ہیں۔لیکن ابھی بھی بعض دیہاتوں میں، بعض شہروں میں بھی جہاں عورتیں نہ دین کی خدمت کر رہی ہیں، نہ کوئی اور ان کو کام ہے، اس غیبت کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

اسی طرح مردوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔مجلسوں میں بیٹھ کر لوگوں کے متعلق بات کر رہے ہوتے ہیں۔تو ایسے بھی مرد ہیں۔یہ وہی ہیں جن کو نکمے بیٹھنے کی عادت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں کے بیوی بچے بے چارے کما کر گھر کا خرچ چلا رہے ہوتے ہیں۔اور ایسے لوگوں کو شرم بھی نہیں آ رہی ہوتی۔بہرحال یہ بیماری چاہے عورتوں میں ہو یا مردوں میں اس سے بچنا چاہئے۔نظام جماعت کو بھی چاہئے خدام، لجنہ وغیرہ، اس بارہ میں فعال ہونا چاہئے۔کیونکہ یہ بیماری دیہاتی، ان پڑھ اور فارغ عورتوں میں زیادہ ہے اس لئے لجنہ کو خاص طور پر، دنیا میں ہر جگہ، مؤثر لائحہ عمل اس کے لئے تجویز کرنا چاہئے۔پھر ان باتوں کے علاوہ جن کی نشاندہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے یہ بھی بیماری پیدا ہو گئی ہے کہ فارغ وقت میں اسی طرح لوگوں کے گھروں میں بے وقت چلی جاتی ہیں۔اور اگر کسی غریب نے اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے کہ اس طرح اندر گھستی ہیں گھروں میں کہ ان کے کچن تک میں چلی جاتی ہیں۔کھانوں کی ٹوہ لگاتی ہیں کہ کیا پکا ہے کیا نہیں پکا۔اور پھر بجائے ہمدردی کے یا ان کی مدد کرنے کے، یا کم از کم ان کے لئے دعا کرنے کے، مجلسوں میں باتیں کی جاتی ہیں کہ پیسے بچاتی ہے، سالن کی جگہ چٹنی بنائی ہوئی ہے یا پھر اتنا تھوڑا سالن تھا، یا فلاں تھا، یہ تھا، وہ تھا، کنجوس ہے۔وہ کنجوس ہے یا جو بھی ہے وہ اپنا گھر چلا رہی ہے جس طرح بھی چلا رہی ہے تمہارا کیا کام ہے کہ کسی کے گھر کے اندر گھس کر اس کے عیب تلاش کرو۔اور پھر جب ایسے سفید پوش لوگوں کے گھروں میں بچیوں کے رشتے آتے ہیں تو پھر ایسی عورتیں Active ہو جاتی ہیں، بڑی فعال ہو جاتی ہیں اور جہاں سے کسی کا رشتہ یا پیغام آیا ہو وہاں پہنچ کر کہتی ہیں کہ ان کے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔وہاں سے تمہیں جہیز بھی نہیں مل سکتا۔اس لڑکی میں فلاں نقص ہے۔تو مَیں تمہیں بتاتی ہوں فلاں جگہ ایک اچھا رشتہ ہے، یہاں نہ کرو وہاں کرو۔گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہے، معمولی ہے، پھر بھی فکر کی بات ہے کیونکہ جس معاشرہ میں ہم رہ رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے اور یہ معاشرہ بہرحال اثر انداز ہوتا ہے اور یہ باتیں بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث ہے جو ایسے لوگوں کے بارہ میں ہی ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ تعالیٰ کے بُرے بندے غیبت اور چغلیاں کرتے پھرتے ہیں، دوستوں پیاروں کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں، نیک پاک لوگوں کو تکلیف، مشقت، فساد، ہلاکت اور گناہ میں ڈالنا چاہتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل ۔مسند الشامیین)۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی مرد و عورت کو اس سے

بچائے۔

پھر حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے اُنس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں"۔ (ترغیب و ترھیب)

پھر حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے، الزام تراشیاں کرتے تھے، حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے"۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

تو دیکھیں یہ کتنا خوفناک منظر ہے۔ غیبت کرنے والوں کی مرنے کے بعد کی سزا کتنی خوفناک ہے۔ انسان عام طور پر۔ بعض دفعہ بے احتیاطی میں باتیں کر جاتا ہے۔ بعض اوقات نیت نہیں بھی ہوتی کہ چغلی یا غیبت ہو لیکن آنحضرت ﷺ اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے اور اس حد تک گہرائی میں اور باریکی میں جاتے تھے کہ جہاں ذرا سا شائبہ بھی ہو کہ بات غیبت کے قریب ہے تو سخت کراہت فرماتے تھے اور فوراً تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت کے بارہ میں کہا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے غیبت کی ہے"۔

(احیاء علوم الدین از علامہ غزالی جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۸)

اب کتنی باریکی میں جاکے بھی آپ تنبیہ فرمارہے ہیں۔ کتنا خوف کا مقام ہے، کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب اس انتہا تک یا اتنی باریکی میں جا کر غیبت سے بچنے کی کوشش ہم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم حسین اسلامی معاشرہ قائم نہیں کر سکتے، جس کا دعویٰ کر کے ہم اٹھے ہیں۔ اور اسی طرح اپنی عاقبت بھی نہیں سنوار سکتے۔ غیبت کرنے والا کا حال تو آپ نے دیکھ ہی لیا، سن لیا کیا ہوتا ہے۔

پھر حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بے انتہا بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے"۔ (بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

"حضرت ابوعمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا اعمال نامہ لایا جائے گا۔ وہ اس کو پڑھے گا، پھر کہے گا اے میرے رب مَیں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کئے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامہ اعمال سے مٹادی گئی ہیں"۔ (ترغیب و ترھیب)

دیکھیں غیبت کی وجہ سے وہ تمام نیک کام نماز، روزے، صدقے، کسی غریب کی خدمت کرنا، سب نیکیاں نامہ اعمال سے مٹادی گئیں صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔

اس بارہ میں جتنی بھی احادیث پڑھیں، خوف بڑھتا چلا جاتا ہے اس کا ایک ہی علاج ہے کہ آدمی ہر وقت استغفار کرتا رہے۔

"امام غزالیؒ کہتے ہیں (اس کا خلاصہ یہ ہے) کہ جس کے پاس چغلی کی جائے اسے چاہئے کہ وہ چغل خور کی تصدیق نہ کرے اور نہ جس کے بارہ میں چغلی کی گئی ہے اس سے بدظن ہو"۔

(فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷)

اب یہ بڑے ہی پتے کی بات ہے جو امام غزالی نے بیان فرمائی ہے اور افسران اور عہدیداران کو خاص طور پر یہ ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کبھی بات یک طرفہ بات سن کر کسی کے خلاف نہیں ہو جانا چاہئے، کسی سے بدظن نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ تحقیق کرنی چاہئے اور صحیح طریقے پر تحقیق کرنی چاہئے، گہرائی میں جا کر تحقیق کرنی چاہئے، پھر کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے۔ اور عموماً یہی ہوتا ہے کہ اکثر تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ جو چغلی کرنے والے ہیں ان لوگوں کی اکثر رپورٹیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کہ سب کچھ غلط تھا، صرف چغلی کی گئی تھی، غیبت کی گئی تھی اور مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح اس کو نقصان پہنچایا جائے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آئندہ ایسے شخص سے محتاط رہیں۔ اس کی گواہی قبول نہ کریں، اس کی کسی رپورٹ پر کان نہ دھریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کر لیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے"۔ وہ سمجھتا ہے کہ "مَیں نے ٹھیک رائے قائم کی ہے" لیکن درحقیقت اس کی یہ رائے صحیح نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ہم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص کے متعلق ایک رائے قائم کر لی گئی کہ یہ ایسا ہی ہوگا اور یہ بھی یقین کر لیا جاتا ہے کہ میری رائے بھی درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا۔ اگر تو دوسرا شخص جس کے بارہ میں رائے قائم کی گئی ہے وہ سامنے بیٹھا ہو اور اس سے پوچھا جائے تو لازماً وہ اپنی بریت ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا"۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۵۷۱)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چغلی کرنے اور چغلی سننے دونوں سے منع فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۱)

جیسے کہ پہلے بھی مَیں نے کہا تھا کہ بعضوں کو ایسی مجلسوں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق سننے کی عادت پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ چغلی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو چغلی سننے کو بھی منع فرمایا ہے۔

پھر "حضرت عبداللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حاسد، چغل خور اور کاہن نہ مجھ میں سے نہیں اور مَیں ان میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۹۱)

پھر ایک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آ جاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب منان یامر بالمعروف وینھی عن المنکر وینھی نفسہ)۔ یعنی بھائی کی چھوٹی سے چھوٹی برائی تو نظر آ جاتی ہے اپنی بڑی بڑی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں۔

آج بھی دیکھ لیں چغل خور یا دوسروں کی غیبت کرنے والے، بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے خود ان تمام برائیوں میں بلکہ ان سے بڑھ کر برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو وہ اپنے بھائی کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر ان کی بے شرمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ ان کی برائیوں کا کھلے عام بعض لوگوں کو علم بھی ہوتا ہے پھر بھی ان کو شرم نہیں آ رہی ہوتی کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی برائیاں کریں۔

سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اگر صحیح درد ہے معاشرے کا، معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، صرف مزے لینے کے لئے اور لوگوں کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے باتیں نہیں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے گراؤں، افسروں کی نظروں سے گراؤں اور اپنی پوزیشن بناؤں۔ تو ایسے لوگ بھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں کہ "حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اپنے کسی ساتھی کے عیوب بیان کرنا چاہے تو پہلے ایک نظر اپنے عیوب پر ڈال لے" (احیاء علوم الدین جلد ۳ صفحہ ۱۷۷)۔ کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو۔

اسی بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

تو جب آپ اپنے عیب دیکھیں گے۔ جو بہت دل گردے کا کام ہے، بہت کم ہیں جو اپنے عیبوں پر اس طرح نظر رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اپنی بڑی سے بڑی برائی بھی نظر نہیں آتی۔ اور اگر وہ نظر آ جائے گی تو بڑی اور چھوٹی تمام برائیاں نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔ اور دوسروں کی برائیاں کرنے سے پہلے ایسا شخص سوچے گا اور پھر نیک نیت ہو کر پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، پھر اپنے دوست کی اصلاح کی کوشش کرے گا تا کہ حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے کہ اپنے آپ پر نظر رکھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو، جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے رسوا نہیں کرتا، اسے حقیر نہیں جانتا، اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ (یعنی مقام تقویٰ تو دل ہے) اور سب سے بڑا جو مقام تقویٰ ہے اور جس دل میں تقویٰ

ہے وہ آنحضرت ﷺ کا دل ہے اور پھر ہر ایک کو بھی اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہئے اور تقویٰ پر قائم رہنا چاہئے۔ تو ”ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کی آبرو اور اس کا مال۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اپنے بھائی کے خلاف جاسوسی نہ کرو، دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ میں نہ رہو، ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو“۔ اب یہاں سودے بگاڑنے میں ایک یہ چیز بھی آجاتی ہے کہ جو نئے رشتے قائم ہو رہے ہوتے ہیں لڑکے لڑکی کے ان میں بھی بعض لوگ بگاڑ پیدا کرتے ہیں جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ تو یہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ عورتیں پہنچ جاتی ہیں، جہیز کا اور دوسری چیزوں کا بتانے کے لئے کہ فلاں جگہ نہیں، فلاں جگہ اچھا رشتہ ہے۔ پھر فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو“۔

(مسلم کتاب الادب باب تحریم الظن وبخاری کتاب الادب)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”خیانت نہ کرو، گلہ نہ کرو، اور ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگادے“۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۱) اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد جا کر اپنی عورتوں کو سمجھاتے رہیں، خود بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پھر کسی عورت نے کسی دوسری عورت پر گلہ کیا تو اس پر آپ نے فرمایا:

”ایک شخص تھا، اس نے کسی دوسرے کو گنہگار دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں؟، تجھ کو میرے اختیارات کس نے دئے ہیں“۔ جنت اور دوزخ میں بھیجنا تو میرا کام ہے۔ ”دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو میں ہی ہوں تو کون ہے؟“ تو جس نے نکتہ چینی کی تھی اور اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس شخص کو کہا کہ ”جا میں نے تجھے دوزخ میں ڈالا اور اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا اس کو میں نے بہشت میں بھیج دیا“، جنت میں بھیج دیا۔ تو فرماتے ہیں کہ ”ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ میں ہی الٹا شکار ہو جاؤں“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰۔۱۱۔ مطبوعہ ربوہ)

آج بھی لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ فلاں شخص تو بڑا گندہ ہے، گنہگار ہے، جہنمی ہے پھر بعض اپنی بزرگی جتانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تو کرید کرید کر کسی کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نیکی تم نے کی، فلاں کی، نماز پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، نمازوں میں دعائیں کرتے ہو، کس طرح کرتے ہو، رقت طاری ہوتی ہے کہ نہیں، رونا آتا ہے کہ نہیں، حوالہ دیا کہ جس کو رونا نہیں آیا اس کا دل سخت ہو گیا۔ تو یہ چیزیں پوچھتے ہیں پہلے کرید کرید کر جو بالکل غلط چیز ہے۔ یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے، انفرادی طور پر کسی کو پوچھنے کا حق نہیں ہے۔ عموماً ایک نصیحت کی جاتی ہے جلسوں میں، خطبوں میں، کہ اس طرح نماز پڑھنی چاہئے اس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ تو ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ پہلے کرید کرید کر پوچھے اور پھر جب اس کی حالت کا پتہ کر لے تو یہ کہے کہ تم اتنے دن سے نماز میں روئے نہیں، تمہیں رقت طاری نہیں ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا یا ہلاکت میں ڈال لیا۔ تو ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خدا کے اختیار ان کو نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے رونے کو تو خدا تعالیٰ رد کر دے اور اس کے نہ رونے کو قبول کر لے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص بڑا گناہ گار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہو جا یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا، لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنوائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا آج کے دن میں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دے دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ تو یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ اے خدا میں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا کہ دیکھو میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہو گیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے۔ پھر اسے حکم دے گا کہ جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہو جا“۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس لئے ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ کسی پر بلاوجہ انگلیاں اٹھاتے پھریں۔ ”تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اس کے دل میں کیا ہے۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے۔

(بدر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰۔ مورخہ ۹/مارچ ۱۹۰۱ء۔ بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۱۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان اُن میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے (شکوہ کرنے کی عادت ہے)۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت بُرا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ﴿اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا﴾ خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اُس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو یہ سب برے کام ہیں“۔ (الحکم۔ جلد نمبر ۱۰، نمبر ۲۲، صفحہ ۳۔ بتاریخ ۲۴/جون ۱۹۰۱ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ ۲۱۸۔۲۱۹)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں، لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے“۔ فرمایا کہ: ”ایک صوفی کے دو مرید تھے۔ ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے جا کر اٹھا کیوں نہیں لاتا۔ تو فرمایا کہ صوفی کا یہ مطلب تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت ﷺ سے غیبت کا حال کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے برا لگے“۔ پیچھے سے کسی کی بات چاہے وہ صحیح ہو اس طرح بیان کرنا کہ اگر اس کے سامنے کرتے تو اس کو برا لگتا ”غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں“ اور پھر تم بیان کر رہے ہو تو یہ بہتان ہے، یہ جھوٹ ہے، اس پر الزام ہے۔

تو فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا﴾ (الحجرات: ۱۳) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے“۔ اس لئے نصیحت کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ ”اگر مومنوں کو ایسا ہی محتاط ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر ایسی کسی آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے، بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے۔ پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔ اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرے۔ اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضاء وقدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سردست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ ...... جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ﴾ (البلد: ۱۸) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ ﴿مَرْحَمَۃ﴾ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے ؎

خدا داند و بپوشد ہمسایہ نداند و خروشد

کہ خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ ہے کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو، کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔ شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے۔ ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کرتا تھا اور دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدیؒ سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت

کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستاری اور مَرْحَمَۃ آپس میں نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۔۲۱۔ جدید ایڈیشن)

فرماتے ہیں: "اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

(کشتیٔ نوح ۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

"بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں، دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ، نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کردے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ، ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے"۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۴۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور غیبت جو ایک بیماری ہے جو بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اس سے سب کو بچائے۔ بہرحال جس طرح فرمایا ہے استغفار کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری بخشش کے سامان پیدا فرمائے اور ہماری توبہ قبول فرمائے۔

قادیان میں آج جلسہ شروع ہے۔ ۱۱۲ واں جلسہ سالانہ ہے اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ خیر و خوبی سے انجام کو پہنچائے۔ پرسوں انشاء اللہ ختم ہوگا، ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

بقیہ صفحہ:	۱

کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو قرآن کریم میں جن اعلیٰ اقدار و اخلاق کی طرف توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک انصاف اور عدل ہے جس کو پھیلانا اور اس پر عمل کرنا مومنین کی ذمہ داری ہے فرمایا جیسے بھی حالات ہوں ہمیں انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا ہے اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دینا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس زمانہ میں اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اس لئے قرآن کریم کی جو تعلیمات آپ نے پیش فرمائی ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم سب سے پہلے ان کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں اگر ہم نے اپنے گھر سے لیکر اپنے معاشرے تک اور پھر پوری دنیا میں عدل کو نہ اپنایا تو ہمارے سب دعوے کھوکھلے ہوں گے اس اعتبار سے ہمیشہ عدل و انصاف پر اور سچی گواہی دینے پر قائم ہو جائیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ ایک مقدمہ میں اپنے مزارعین کے حق میں اور خاندان والوں کے خلاف گواہی دی اور مزارعین نے بھی آپ کا نام گواہی میں اس لئے لکھوا دیا تھا کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے چنانچہ آپ نے گواہی دی اور آپ خود اپنے اس مقدمے میں ہار گئے لیکن سچی گواہی دے کر آپ خوش خوش عدالت سے لوٹے تو یہ ہے وہ عملی نمونہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق ہمیں نہ صرف عدل و انصاف پر قائم ہونا ہے بلکہ دشمن کے مقابلہ پر بھی ہمیشہ عدل اختیار کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں نہ صرف اپنوں سے بلکہ دشمنوں سے بھی انصاف کرنے کا حکم ہے لیکن اگر کوئی اپنوں سے بھی بے انصافی کرنے لگے اور جھوٹی گواہی دے تو اس سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں انصاف کرے گا۔ فرمایا ایسے لوگ مکمل طور پر شیطان کے پنجے میں چلے جاتے ہیں اور جھوٹے طور پر انصاف کی دہائی دیتے ہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے ایک اور پہلو کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ کم تجربہ والوں یا نادانوں کو ملا کر کاروبار کرتے ہیں اور اس طرح ان کو نقصان پہنچا دیتے ہیں اور جب پوچھیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو زبردستی ان سے معاہدے پر دستخط تو نہیں کروائے تھے۔ حالانکہ یہ سراسر انصاف کیخلاف ہے کہ کم تجربہ والوں اور نادانوں کو تمام حالات علم میں لائے بغیر ان سے کاروبار کر کے ناانصافی کی جائے۔

حضور انور نے فرمایا قرض لیکر اس کو ادا نہ کرنا بھی عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے بعض لوگ قرض لے لیتے ہیں لیکن واپسی کے وقت بہانے بناتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لیکر اس کو ادا نہ کرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی گریز فرمائی تھی۔ اس لئے قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں دکھانی چاہئے اور حق اور انصاف کے مطابق قرضوں کی ادائیگی کرنی چاہئے۔ حضور نے گھر میں اہل و عیال سے بیوی اور بچوں سے خاص طور پر انصاف کرنے کا ارشاد فرمایا اور اس تعلق میں قرآن و حدیث کے حوالے بھی دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت اور عہدیداران اور دارالقضاء کو بھی ارشاد فرمایا کہ فیصلے کرتے وقت انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امام مہدی دنیا میں عدل و انصاف کے قیام کیلئے آئے گا اس لئے ہم امام مہدی علیہ السلام کے سچے پیروکار تب ہی بن سکتے ہیں جب دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کریں۔ اپنے پر معارف خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات عدل و انصاف کے تعلق سے پیش فرمائے۔ اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق عدل و انصاف قائم کرنے والے ہوں کیونکہ آئندہ جو دن آنے والے ہیں ان میں ایک احمدی کا کردار اس تعلق میں بڑا اہم ہوگا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

کشمیر جیولرز
KASHMIR JEWELLERS
Mfrs & Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
الیس اللہ بکاف عبدہ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of : All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233.

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of fashion
Leather Products & General Order Suppliers & Importers.
Office : 16 D, Topsia, 2nd Lane, Mullapara,
Near Star Club, Calcuta -700039
Ph. 3440150 Tel Fax : 3440150 Pager No : 9610-606266

وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے بارہ میں
حضرت امام الزمان علیہ السلام کے چند دلنشین ارشادات

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدیٔ معہود علیہ السلام نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ناقابلِ تردید عقلی و نقلی دلائل سے ثابت فرمادیا ہے۔ چنانچہ وہی علماء جو محض اِس عقیدہ کی بناء پر کفر کے فتوے دیا کرتے تھے، ان دلائل سے عاجز آکر اب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی حیات یا وفات کے مسئلہ کا ہمارے ایمانیات سے کوئی تعلق نہیں ہے!!!

تاہم اب بھی بعض ناواقف مولوی اور عام مسلمان حیات مسیح کے غلط عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے حضرت عیسیٰ کے بجسم عنصری زندہ آسمان سے نازل ہونے کے انتظار میں اپنی عمریں ضائع کررہے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں اپنی کتب میں بے شمار جگہوں پر عقلی و نقلی دلائل درج فرمائے ہیں وہاں اپنی پاک مجالس میں بھی مختلف مواقع پر نہایت آسان اور مؤثر انداز میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ ذیل میں آپ کے ملفوظات میں سے چند اقتباسات درج کئے جارہے ہیں۔ احمدی احباب کو اِس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے زیرِ تبلیغ احباب کو بھی ان سے آگاہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس بنیادی مسئلہ کی حقیقت کے سمجھنے اور پھر مثیل مسیح ابن مریم امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

وفات مسیحؑ اور قرآن مجید

خدا تعالیٰ کا کلام تیس آیتوں میں ہمارا مؤید ہے۔ کبھی وَیٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کہہ کر کبھی فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہہ کر کبھی مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کہہ کر غرض کبھی کسی پیرایہ میں کبھی کسی صورت میں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہی راہ سچی ہے۔ جس پر ہم بفضلہٖ تعالیٰ قائم ہیں۔ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیحؑ کو حضرت یحییٰؑ کے ساتھ معراج میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ پکی بات ہے کہ اِن دونوں میں کوئی خاص فرق جو زندوں اور مُردوں میں ہونا چاہئے نہیں بتایا۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عمر بتا کر یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ مرگیا۔ اور کبھی آنے والے مسیح موعود اور اسرائیلی مسیح کا حُلیہ جدا جدا بتا کر سمجھاتے ہیں۔ کہ وہ مَر گیا۔ یہ شہادتیں تو حدیث اور قرآن کی ہیں۔ اِن کے علاوہ تمام صحابہؓ کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وفات پر یہ ہوئی ہے کہ سب نبی مرگئے۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ ابھی نہیں مرے اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوکر یہ خطبہ پڑھتے ہیں کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اب اس موقعہ پر جو ایک قیامت ہی کا میدان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کُل صحابہؓ جمع ہیں۔ یہاں تک کہ اُسامہ کا لشکر بھی روانہ نہیں ہوا۔

حضرت عمرؓ کے کہنے پر حضرت ابوبکرؓ بآواز بلند کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور اس پر استدلال کرتے ہیں مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل سے۔ اگر صحابہؓ کے وہم وگمان میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہوتی تو ضرور بول اُٹھتے۔ مگر سب خاموش ہوگئے اور بازاروں میں یہ آیت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ گویا یہ آیت آج اتری ہے۔

معاذ اللہ صحابہؓ منافق نہ تھے جو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رُعب میں آکر خاموش ہو رہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی تردید نہ کی۔ نہیں اصل بات یہی تھی جو حضرت ابوبکرؓ نے بیان کی اس لئے سب نے گردن جھکالی۔ یہ ہے اجماع صحابہؓ کا۔ حضرت عمرؓ بھی تو یہی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئیں گے۔ اگر یہ استدلال کامل نہ ہوتا (اور کامل تب ہی ہوتا کہ کسی قسم کا استثناء نہ ہوتا۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے اور اُنہوں نے پھر آنا تھا تو پھر یہ استدلال کیا یہ تو ایک مسخری ہوتی) تو خود حضرت عمرؓ ہی تردید کرتے۔

.....افسوس! اِن مخالفوں نے میری مخالفت اور عداوت میں یہی نہیں کہ قرآن کو چھوڑا بلکہ میری عداوت نے اُن کی یہاں تک نوبت پہنچائی ہے کہ صحابہؓ کی کل جماعت پر انہوں نے اپنے طریق عمل سے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استدلال کو استخفاف کی نظر سے دیکھا۔

وفات مسیحؑ پر اجماع

سارا قرآن شریف ہمارے ساتھ ہے۔ تیس آیات مخصوصاً مسیح علیہ السلام کی وفات پر گواہ ہیں۔ معراج کی رات، ابوبکر صدیقؓ کی تقریر اور صحابہؓ کا اجماع شاہد ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اجماع کے خلاف ایک بات کہی۔ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اجماع اُن کے ساتھ ہرگز نہیں ہے۔ اوّل تو اجماع صحابہؓ ہی تک ہے اور ہم نے ابھی بتایا ہے کہ صحابہؓ کا اجماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر مسیحؑ کی وفات پر ہو چکا ہے۔ امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ صحابہؓ کے بعد اجماع کا دعویٰ جھوٹا ہے ماسوائے اِس کے بھی بہت سے لوگ اُن کے خلاف اور ہمارے ساتھ ہیں۔ معتزلہ مسیحؑ کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کے قائل نہیں ہیں۔ صوفیوں کا بھی مذہب ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ مسیحؑ کی آمد بروزی ہے۔ وَقَالَ مَالِكٌ مَاتَ۔ امام مالکؒ موت ہی کے قائل ہیں۔ ابن حزم کا بھی مذہب یہی ہے۔ اب مالکی۔ ابن حزم کے ماننے والے اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں لیکن پھر بھی علیٰ سبیل تنزل اگر ہم مان لیں کہ کوئی بھی ہمارے ساتھ اُن میں سے نہیں۔ تو بھی ہم تو کہتے ہیں کہ قرون ثلٰثہ کے بعد زمانہ کا نام فیج اعوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ یعنی ایک ٹیڑھا گروہ۔ اور ان کی نسبت فرمایا۔ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْھُمْ۔ اب اُن کے ہاتھ میں کیا رہا۔

صحابہؓ کے وارث ہم، قرآن اور حدیث کے مغز کے وارث تو ہم ہی ٹھہرے۔ باقی رہی یہ بات کہ لکھا ہوا ہے کہ مسیحؑ نازل ہوگا۔ پس یاد رہے کہ نزول کا لفظ بہت وسیع ہے۔ نزیل مسافر کو بھی کہتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۳)

غرض بعثت استیصالِ عیسائیت

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اُتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں۔ وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا۔ اور مسلمان میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہوگیا کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اُتریں گے۔ مگر اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا۔ تاکہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہیں۔ اُن کو دُور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ اُن کا جواب دوں۔ اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب، اس کے غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کیلئے خطرناک طور پر مُضِر ہیں۔ اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشو ونما اور ترقیات کیلئے ایک روک ہیں۔

مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا مسئلہ

منجملہ اُن کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی اُن کے شریک ہوگئے ہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے۔ کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہوکر آسمان پر چلا گیا۔ جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے اُن لوگوں کا ساتھ دیا ہے۔ وہ یہ تو نہیں مانتے۔ کہ مسیح صلیب پر مرگیا۔ مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ (زندہ بجسد عنصری) آسمان پر اُٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحؑ ابن مریمؑ اپنے ہمعصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا۔ جس طرح پر راستباز لوگ اپنے زمانہ میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔ اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح پر آپ کا خاتمہ کردیں اور آپ کو مصلوب کرادیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہوگئے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ ابن مریمؑ کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیدیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ اُن کو اُس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچالیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کردیئے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہیں جو خاص انجیل سے ہی مل سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت اُن کا بیان کرنا میری غرض نہیں ہے۔ جو شخص ان واقعات پر جو صلیب کے متعلق انجیل میں درج ہیں، غور کرے گا۔ تو اُن کے پڑھنے سے اُسے صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیحؑ بن مریم صلیب پر سے زندہ اُتر آئے تھے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں اُن کے بہت سے دشمن تھے۔ اور دشمن بھی وہ جو اُن کے جانی دشمن تھے۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے

کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے اُن کی ہجرت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے۔ تبلیغ کرتے رہے۔ اور اُن کی اصلاح کی اور آخر کار اُن میں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔

جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی۔ تو الوہیت اور کفارہ باطل ہو گئے

اس ایک مسئلہ سے ہی عیسائیت کا ستون ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر گئے ہی نہیں۔ تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی۔ اور مسلمانوں کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اور پھر دوبارہ نازل ہوں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا جسکی نبوت پر آپ کی مہر نہ ہو) بھی دُور ہو گیا۔ اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم بھی ثابت ہو گئی۔ کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح کا صاف اقرار فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا موجود ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

وفات مسیح کے مسئلہ پر زور دینے کی وجہ

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی بھی موت ہے۔ اور اسی غرض سے میں نے کتاب "مسیح ہندوستان میں" لکھنی شروع کی ہے۔
(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۳۳،۳۳۴)

وفات مسیح پر ایک لطیف استدلال

فرمایا:-
"حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آوے۔ اُس کو میرا سلام کہنا۔ اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہئے۔ اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ملاقات معراج میں کی تھی اور نیز حضرت جبرائیل ہر روز وہاں سے آتے تھے۔ کیوں نہ اُن کے ذریعہ سے اپنا سلام پہنچایا۔ اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے۔ اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم ﷺ کے پاس سے ہو کر زمین پر اُترنا تھا تو پھر اس کے کیا معنی ہوئے کہ زمین والے ان کو آنحضرت کا سلام پہنچائیں۔ کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰ اُن کو یہ جواب نہ دیں گے۔ کہ میں تو خود ان کے پاس سے آتا ہوں تو تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔ یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کے اصحابؓ کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ اور آنے والا مسیح اسی امت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۹۶)

وفاتِ مسیح اجماعی مسئلہ ہے

ایک شخص نے سوال کیا کہ اسلامی کتب میں حیاتِ مسیح کی بات کہاں سے آگئی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

"یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ ہند کے مسلمان رسومِ شادی و مرگ اب تک پُرانے ہندوؤں کی طرح ادا کرتے ہیں۔ جب بہت سے عیسائی اور یہودی مسلمان ہوئے تو کچھ پُرانے خیالات کا بقیہ ساتھ لائے۔ وہی خیالات مسلمانوں میں منتقل ہو کر اور احادیث کی غلط فہمی بھی ساتھ مل کر یہ فاسد عقیدہ پیدا ہو گیا اور کتابوں میں درج ہو گیا ورنہ صدر اسلام میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ بلکہ تمام نبیوں کی موت پر اجماع تھا۔ لیکن ان لوگوں میں بھی بہتیرے ایسے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ تین دن تک مرے رہے اور کوئی کہتا ہے کہ سات دن تک مرے رہے اور کوئی ہمیشہ کیلئے ان کا مر جانا مانتا ہے۔ بہر حال اصل اجماع اسلامی وہ ہے جو صحابہ کے درمیان ہوا۔ صحابہ میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ بغیر اس کے صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے کے بعد کبھی صبر نہیں آسکتا تھا۔ یہ مبارک اجماع حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ سے ہوا۔ اور اگر کسی کو یہ وہم تھا کہ کوئی نبی زندہ ہے تو وہ بھی دُور ہو گیا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا صدمہ صحابہؓ کے دل سے اُٹھا کہ نبی تو سب مرا ہی کرتے ہیں۔ اگر کسی فرد واحد کو قصور درایت کے سبب کچھ غلطی لگی ہوئی تھی تو وہ بھی دُور ہو گئی۔ خود خدا تعالیٰ کے کلام میں اس امر کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ کوئی آسمان پر نہیں جاتا۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے آسمان پر چڑھنے کا معجزہ طلب کیا تو فرمایا۔ قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا۔ یعنی بشر رسول بھی کوئی آسمان پر نہیں چڑھا۔ اور فرمایا۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل۔ یعنی کوئی نبی نہیں جو فوت نہیں ہو چکا پس اگر یہ نبی مر جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے۔ کتب سماوی اور تاریخ زمانہ بھی شہادت دیتی ہیں۔ کوئی نظیر ایسی نہیں کہ پہلے کوئی دو چار نبی آسمان پر گئے ہوں۔ خود مسیح نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ یوحنا ہی الیاس ہے۔ ہاں جس طرح آدم، موسیٰ، نوح اور دوسرے نبی آسمان پر گئے اسی طرح بیشک حضرت عیسیٰ بھی گئے۔ چنانچہ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آسمان پر دیکھا۔ حضرت عیسیٰ کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں کی قوت شامہ ہی ماری گئی ہے خوبو زمانہ کی جاہلیت سے بُو آتی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا عیسائیت کی پہلی اینٹ ہے۔ بعض لوگ یہ زبردست اعتراض کرکے کہتے ہیں کہ میں نے بھی براہین میں ایسا ہی لکھا تھا مگر وہ نہیں سمجھتے کہ یہی بات ہماری صداقت کی گواہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کوئی منصوبہ بازی نہیں کرتے۔ خود اسی کتاب براہین میں ہمارا نام مسیح رکھا گیا اور خدا تعالیٰ کے تمام وعدے بھی اسی کے اندر ہیں۔ اگر یہ غلطی مجھ سے براہین میں نہ ہوتی تو ایک بناوٹ معلوم ہو سکتی تھی۔
(ملفوظات جلد نمبر ۷ صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

۱۱؍جون ۱۹۰۴ء

اگر وفات مسیح پر قسم کن الفاظ میں لی جائے

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ مراد آباد میں ایک حافظ صاحب ہے۔ وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کیساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

جو شخص دلیری کر کے شوخی کی راہ سے فتنہ ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اُس کو قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھائے۔ ایک تو یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں توفّیتنی کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اُن تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے اُن کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جس قدر نبی گزرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ ان تینوں باتوں میں اللہ تعالیٰ کا قول، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آجاتا ہے۔ پس ان تینوں باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملا لے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہامات ہم سنا رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہیں۔ اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بدنیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔ (ملفوظات جلد نمبر ۷ صفحہ ۱۸۰)

مخالفین کے اس مذہب کا ذکر تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور چالیس سال تک اس زمین پر رہیں گے اور عیسائیوں کی خوب خبر لیں گے اور ان کو بتائیں گے کہ تمہارا دین باطل ہے اور کسر صلیب کریں گے اور پھر اس زمین پر فوت ہو جائیں گے۔

حضرت نے فرمایا کہ:

اس عقیدہ کو قرآن شریف کی اس آیت سے آگے پیش کرنا چاہئے کہ

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ.

یعنی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو کہیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں کو یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو اور اللہ کو چھوڑ دو تو حضرت عیسیٰ جواب دیں گے کہ یا اللہ تو پاک ہے مجھے کب لائق تھا کہ میں ایسا کلمہ بولتا جو حق نہیں ہے۔ اگر میں کہتا تو تجھے معلوم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ کہ میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا کہ تیرے نفس میں کیا ہے تو علام الغیوب ہے۔ میں نے تو نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک کہ میں ان میں رہا۔ میں اُن کا نگران رہا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی اس کے بعد تو خود ان کا نگران تھا۔ (مجھے کچھ خبر نہیں) اور تو ہر بات کو دیکھتا ہے۔

اب اس جگہ سوچنے کے قابل یہ بات ہے کہ قیامت کا دن ہوگا اور سب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے اور وہ گھڑی ہوگی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم۔ وہ دن ہوگا جبکہ سچ بولنے والوں کو ان کا

سچ نفع دے گا۔ اچھا تو ایسے وقت میں حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کو یہ کہیں گے کہ میں جب تک دنیا میں تھا تب تو اُن کو وحدانیت کا وعظ کرتا تھا۔ بعد کی خبر نہیں انہیں کیا ہوگیا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ اس وقت زمین میں مدفون ہیں یا کہیں آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس جگہ یہ امر سب سے زیادہ قابلِ غور ہے کہ اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے اور چالیس سال تک رہیں گے اور عیسائیوں کو انہیں اور ان کی ماں کو خدا بنانے کے سبب خوب سزا بھی دیں گے اور پھر ان کی اصلاح بھی کریں گے اور ماننے والوں کو مسلمان بنائیں گے تو پھر قیامت کے دن اُن کا جواب یہ کیوں ہونا چاہئے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا اور کیا نہ ہوا بلکہ انہیں تو یہ جواب دینا چاہئے کہ اے باری تعالیٰ میں نے تو اُن کے ایسے عقیدے کے سبب ان کو خوب سزائیں دی ہیں اور ان کی صلیب کو توڑا ہے اور چالیس سال تک اُن کی خوب خبر لی ہے۔

سو دیکھنا چاہئے کہ اگر مسیح دوبارہ دنیا میں آوے گا تو کیا اس کا یہ جواب جو قرآن شریف میں درج ہے سچا ہوگا۔ اور اگر ان ملانوں کی بات درست مان لی جاوے تو روز قیامت حضرت عیسیٰ کو ایسا جواب دینے سے کیا انعام ملے گا۔ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ ایسی باتیں بنا کر وہ ایک خدا کے نبی کو نعوذ باللہ جھوٹ بولنے والا قرار دے رہے ہیں اور پھر جھوٹ بھی قیامت کے دن اور پھر وہ بھی خدا تعالیٰ کے دربار میں نعوذ باللہ من ذالک۔

(ملفوظات جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵)

وفات مسیح

وفات مسیح پر فرمایا کہ

''قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات کیلئے بطور حکم ہے۔ اصل جھگڑا تو یہ تھا کہ توریت میں لکھا تھا کہ جو سُولی پر لٹکایا جاوے اس کا رفع رُوحانی نہیں ہوتا اور وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے شخص کو خلعت نبوت عطا کیا جاوے۔ بلکہ ملعون اور لعنتی ہوتا ہے۔ سُولی جرائم پیشہ لوگوں کی سزا ہے اور جو جرائم پیشہ لوگوں کی سزا سے موت کا لقمہ بن جاوے وہ اس قابل کہاں ہوتا ہے کہ اس کا رفع رُوحانی ہو۔ غرض ان یہود کا دعویٰ تو صرف یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ کا رفع رُوحانی نہیں ہوا۔ وہ حضرت موسیٰ کے رفع روحانی کے قائل تھے نہ کہ رفع جسمانی کے۔ رفع جسمانی کا تو ان کے دلوں میں خیال تک بھی نہ تھا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ مسلمانوں اور یہود کا متفقہ اور مسلّم اعتقاد اس پر ہے کہ خدا کے نیک بندوں کا بعد وفات رفع رُوحانی ہوا کرتا ہے اور یہی قابل بڑائی بات ہے۔ رفع جسمانی کے یہ نہ قائل ہیں اور نہ کوئی اس میں فضیلت مدنظر ہے۔ چنانچہ قرآن شریف بھی اسی اصول کو یوں بیان فرماتا ہے کہ **مفتحة لهم الابواب**۔ یعنی جو خدا کے نزدیک متقی اور برگزیدہ انسان ہوتے ہیں خدا ان کیلئے آسمانی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور ان کا رفع روحانی بعد الموت کیا جاتا ہے اور ان کے مقابل میں جو لوگ بدکار اور خدا تعالیٰ سے دُور ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق صدق و اخلاص نہیں ہوتا اُن کے واسطے آسمانی دروازے نہیں کھولے جاتے جیسا کہ فرمایا **لا تفتح لهم ابوب السماء و لايدخلون الجنّة حتى يلج الجمل فى سمّ الخياط**۔

غرض یہود کا اعتراض تو یہی تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ چونکہ سولی پر چڑھائے گئے ہیں اس واسطے وہ ملعون ہیں اور صاف بات ہے کہ ملعون کا رفع روحانی نہیں ہوسکتا۔ اسی کے جواب میں قرآن شریف نے فرمایا ہے **بل رفعه الله اليه**۔

اچھا ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہودیوں کا یہی اعتراض تھا کہ حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی نہیں ہوا تو پھر قرآن شریف جو کہ ان دونو قوموں میں حکم ہو کر آیا ہے اس نے یہود کے اس اعتراض کا کیا جواب دیا ہے؟ کیا وجہ کہ قرآن شریف نے یہود کے اصل اعتراض کا تو کہیں جواب نہ دیا اور رفع روحانی پر اتنا زور دیا اور **رفعه اللّٰه اليه** فرمایا۔ **رفعه الله الى السماء** کیوں نہ فرمایا۔

عرش الٰہی ایک وراء الورا مخلوق ہے جو زمین سے اور آسمان سے بلکہ تمام جہات سے برابر ہے۔ یہ نہیں کہ نعوذ باللہ عرش الٰہی آسمان سے قریب اور زمین سے دُور ہے۔ لعنتی ہے وہ شخص جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے۔ عرش مقام تنزیہ ہے اور اسی لئے خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے جیسا کہ فرماتا ہے **هو معكم اينما كنتم** اور **مايكون من نجوىٰ ثلثة الّا هو رابعهم** اور فرماتا ہے کہ **ونحن اقرب اليه من حبل الوريد**۔

غرض اصل جھگڑا تو صرف ان کے رفع روحانی اور مقرب بارگاہ سلطانی ہونے کے متعلق تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ہی کر دیا یہ فرما کر کہ **بل رفعه الله اليه**۔ اب کوئی بتائے کہ بھلا اس سے ان کا آسمان پر چڑھ جانا کیسے ثابت ہوتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے تو حضرت عیسیٰ کا قصہ ہی تمام کر دیا ہے جہاں یہ سوال و جواب ہے کہ **فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم**۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو حضرت عیسیٰ کا وفات پا جانا اور دوسرے ان کا دوبارہ دنیا میں نہ آنا۔ کیونکہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن کو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال حضرت عیسیٰ سے کہ کیا تم نے عیسائیوں کو یہ شرک کی تعلیم دی تھی اور حضرت عیسیٰ کا یہ جواب دینا کہ یاالٰہی یہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرے بعد انہوں نے کیسے عقائد اختیار کر لئے۔ میں نے تو ان کو صرف توحید کی تعلیم دی تھی۔ اس سوال و جواب سے صاف صریح اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آئیں گے ورنہ اگر وہ دوبارہ بھی دنیا میں آئے ہوتے اور ان کی گندی تعلیم اور مشرکانہ عقائد کی اصلاح کی ہوتی۔ صلیب توڑی ہوتی اور خنزیر قتل کئے ہوتے تو کیا اللہ تعالیٰ اُن کو ایسے صریح جھوٹ سے سرزنش نہ کرتا؟ اور وہ ایسی جرأت اور دلیری سے حضور الٰہی کے سامنے قیامت کے دن ایسا جھوٹ بولتے؟ ہرگز نہیں۔ پس واقعی اور حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا قول ہوا اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل سے کردی۔ اور آپ نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو حضرت یحیٰ کے پاس بیٹھے دیکھا غور کا مقام ہے کہ زندہ کو مُردہ سے کیا تعلق اور کیا کام؟ حیات اور وفات تو دو ضدیں ہیں جس طرح نور اور ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مُردے اور زندہ لوگوں کا بھی آپس میں کوئی تعلق نہیں کہ ایک جگہ رہتے بلکہ حضرت عیسیٰ کے واسطے تو کوئی الگ کوٹھڑی درکار تھی اس کے بعد اور زیادہ تشریح بخاری اور مسلم نے کردی ہے۔ جنہوں نے آخری زمانہ کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا کہ **ليُترکن القلاص فلا يسعىٰ عليها** اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارت ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کردی کہ **اذا العشار عطّلت**۔ قرآن و حدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دُور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو ۱۳۰۰ برس سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیسا تازہ اور مضبوط کرتا ہے چنانچہ ایک اخبار میں ہم نے دیکھا ہے کہ شاید روم نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ ایک سال کے اندر حجاز ریلوے تیار ہو جاوے۔ سبحان اللہ کیسا عجیب نظارہ ہوگا اور ایمان کیسے تازے ہوں گے کہ جب پیشگوئی کے بالکل مطابق بجائے اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں کے ریل کی قطاریں دوڑتی ہوئی نظر آویں گی۔ پس جب یہ پیشگوئی جو آثار قرب قیامت اور مسیح موعود کی آمد کے نشانات میں سے ایک زبردست اور اقتداری پیشگوئی ہے پوری ہو رہی ہے تو ایمان لانا چاہئے کہ مسیح موعود بھی موجود ہے۔

طلباء کیلئے مفید معلومات

بی فارما

بیچلر آف فارمیسی کرنے کے بعد آپ کیا کر سکتے ہیں؟

فارمیسی کے سند یافتہ نوجوان فارماسیوٹیکل انڈسٹری میں کئی طرح کے جاب کیلئے درخواست دے سکتے ہیں۔ پی جی کی ڈگری کرنے کے بعد آپ دوائیاں بنانے اور ان کی خوبیوں میں سدھار کیلئے کوشاں کسی ریسرچ لیبارٹری میں کام کر سکتے ہیں۔ کیمیکل انڈسٹری میں بھی آپ کیلئے بہت سکوپ ہے۔ اسپتالوں اور فوڈ اینڈ ڈرگ کنٹرول سے وابستہ اداروں میں بھی آپ کیلئے کافی مواقع ہیں۔ موجودہ دور میں ٹریننگ بھی آپ کیلئے ایک بہتر متبادل کے طور پر اُبھرا ہے ماسٹر ڈگری کے بعد Specialization والے کورس مثلاً فارماکولاجی، فارماسیوٹکس، ہاسپٹل فارمیسی، کوالٹی اسیورنس میں ٹرینر کا کام کر سکتے ہیں۔ بڑی مقدار میں میڈیکل سیلس ری پریزنٹیٹو کی نوکریاں بھی موجود ہوتی ہیں۔ ایک فارماسسٹ دوائیوں کے سائیڈ افیکٹ وغیرہ کے بارہ میں بتانے کیلئے کسی فزیشین کا صلاحکار بھی بن سکتا ہے۔ آپ خود اپنا میڈیکل سٹور بھی کھول سکتے ہیں۔ ایم فارما کے بعد خود کی ڈرگ مینوفیکچرنگ کمپنی کھولنے کا راستہ بھی آپ کے پاس کھلا ہے۔

ہوائی فوج میں پائلٹ بننے کیلئے........

بھارتیہ ہوائی فوج میں پائلٹ بننے کے دو راستے ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کے بعد نیشنل ڈیفنس اکیڈمی این ڈی اے کا امتحان اور گریجویشن کے بعد کمبائنڈ ڈیفنس سروسز (سی ڈی ایس) کا امتحان۔

این ڈی اے کے امتحان میں بیٹھنے کیلئے عمر ساڑھے سولہ سے انیس برس کے بیچ ہونی چاہئے غیر شادی شدہ ہو، اور انٹرمیڈیٹ میں فزکس و میتھ کا ہونا ضروری ہے۔ سی ڈی ایس امتحان میں بیٹھنے کیلئے بی ایس سی یا بی ای کرنا ضروری ہے امتحان پاس کرنے کے بعد آپ کو ایئر فورس کی فلائنگ برانچ میں مستقل کمیشن ملے گا دونوں امتحانوں کیلئے فارم سال میں دو بار اپریل مئی اور اکتوبر نومبر میں نکلتے ہیں۔ زیادہ جانکاری کیلئے آپ ویب سائٹ:

www.careerairforce.nic.in دیکھ سکتے ہیں۔

بدر کی مالی اعانت کر کے عنداللہ ماجور ہوں

سیرت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غیروں سے حسن سلوک کے آئینہ میں

تقریر سلطان احمد ظفر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۲۰۰۳ء

انبیآء کے نزول کا زمانہ ہدایت و رشد کا زمانہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انعکاس ان کے بابرکت وجود کے ذریعہ کل موجودات کو منور کر دیتا ہے اگرچہ نبی کی آمد سے پہلے ایمانی حالت کے اعتبار سے تمام لوگ رات کی تاریکی کی طرح ایک ہی حالت میں ہوتے ہیں مگر نور نبوت سے وہ دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایک طرف تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل ہدایت کے چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اور عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ جیسے عظیم مدارج سلوک سے متصف ہوتے ہیں اور دوسری طرف ظلمت کو پسند کرنے والے لوگ ہوتے ہیں جو ہدایت کی ہر شمع کو بجھانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

اگرچہ بالآخر حق و باطل کے اس مقابلہ میں کامیابی ہمیشہ حق کی علمبردار مومنین کی جماعت کو ہی حاصل ہوتی ہے مگر مخالفت و عناد کے اس نازک دور میں بھی متلاشیانِ حق کیلئے ایسے بہت سے شواہد اور علامات ظاہر ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ ایک مامور من اللہ کو شناخت کر سکتے ہیں۔

یہ علامات کیا ہیں؟ یہی کہ جب مخالف اپنے اموال و نفوس کے نشہ میں چور ہو کر نبی اور اسکی جماعت کی ایذا رسانی کیلئے ہر ناجائز طریق اختیار کرتا ہے تو اس کے برعکس مامور زمانہ اور اسکی مختصری جماعت بلند حوصلگی کے ساتھ ایسا اعلیٰ درجہ کا روحانی اور اخلاقی نمونہ ظاہر کرتی ہے جو اسے ایک امتیازی شان عطا کر دیتی ہے۔

چنانچہ آج سے تقریباً سو سالؔ پہلے جب آفتابِ نبوت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور انوار و فیضان سے دنیا نے اپنا منہ موڑ لیا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق چودھویں صدی کے سر پر اُن انوار وا فیضان کے ازسر نو انعکاس اور غلبہٗ اسلام کے سامان پیدا فرمانے کیلئے بدر کامل حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث کیا۔

حاضرین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک و مطہر سیرت پر تفصیلی روشنی ڈالنے سے پہلے میں اس مقدس عہد بیعت کو پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ اذن الٰہی کے ماتحت ہر اس شخص سے لیا کرتے تھے جو آپ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتا ہے اور جو درحقیقت جماعت احمدیہ کے قیام کیلئے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے اس عہد بیعت کی دس شرائط میں سے چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ۔

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

اور پھر نوویں شرط یہ ہے کہ

عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائیگا۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ 12 جنوری 1889ء)

یہ وہ عہد بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کیلئے لازمی شرط ہے کہ جس کے بغیر کوئی احمدی سچا احمدی متصور نہیں ہوسکتا۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ جو شخص اپنے ساتھ تعلق اور روحانی رشتہ ہی اس عہد و پیمان پر رکھتا ہے کہ بیعت کنندہ تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور محبت و شفقت کا سلوک کرے اور اسے کسی نوع کی تکلیف نہ دے بلکہ اسے ہر رنگ میں فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہے اس کا اپنا کردار اور نمونہ کیسا اعلیٰ اور ارفع ہوگا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کا دل بلا امتیاز مذہب و ملّت ہر انسان کی ہمدردی و الفت سے لبریز تھا۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

" ہمیں کسی کے ساتھ بغض و عداوت نہیں ہمارا مسلک سب سے خیر خواہی ہے اگر ہم آریوں یا عیسائیوں کے برخلاف کچھ لکھتے ہیں تو وہ کسی عناد یا کینہ کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ہماری حالت اس جراح کی طرح ہوتی ہے جو پھوڑے کو چیر کر اس پر مرہم لگاتا ہے نادان بچہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے اور اس کو گالیاں نکالتا ہے مگر جراح کے دل میں نہ غصہ ہے نہ رنج نہ اس کو گالیوں پر کوئی غضب آتا ہے وہ ٹھنڈے دل سے خیر خواہی کا کام کرتا چلا جاتا ہے"۔ (ذکر حبیب صفحہ ۱۴۳)

پھر ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:۔

میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

(اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

یہ ایک محض زبانی دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے ایک ایک لمحہ پر محیط نظر آتی ہے کہ دیکھنے والے حیران و ششدر رہ جاتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے اعلیٰ اور عظیم الشان اخلاق کا مالک ہے کہ جس کا دل مخلوق خدا کے دُکھ درد سے پگھلا جا رہا ہے اور یہ غم اسکو خود اپنی جان سے بھی عزیز تر ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر بڑی گریہ وزاری اور آہ و بکا کے ساتھ اپنے ربّ کے حضور ایسی دردانگیز دعائیں کرتا ہے کہ ایک والدہ مہربان بھی اپنی اولاد کیلئے نہ کرتی ہوگی۔

چنانچہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ جو آپ کے مکان کے ہی ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے اور بڑے باریک بین اور نکتہ رس بزرگ تھے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بیشمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے حضرت مولانا صاحبؓ فرماتے ہیں۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اسقدر درد اور سوزش تھا کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِزہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کیلئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ شمائل و اخلاق حصہ سوم نمبر 395 مؤلفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

غور طلب بات یہ ہے کہ مخالفین پر اتمام حجت کے بعد بصورت قہری عذاب طاعون کا نشان ظاہر ہوا ہے جو آپکی صداقت کا زبردست ثبوت ہے اور جس کے جلد ٹلنے سے آپ کے مخالفین کو اعتراض کا موقعہ مل سکتا ہے مگر آپ ہیں کہ رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ الٰہی تو رحیم و کریم ہے تو اپنی مخلوق کو اس عذاب سے بچا لے اور اپنے کمال لطف و کرم سے انکی ہدایت و رشد کے سامان پیدا فرما دے۔ درحقیقت ان دعاؤں سے آپ کے مخفی ارادوں اور تمناؤں کا بھی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ دعائیں کسی انسان کی خواہشات اور تمناؤں کا نچوڑ ہوتی ہیں جو اسکی اندرونی سیرت کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔

سن 1903 کی بات ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کی غرض سے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ایک مینار کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ تو قادیان کے بعض آریوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس شکایت کر دی کہ اس مینار کی تعمیر کو روک دیا جائے کیونکہ اس سے ہماری عورتوں کی بے پردگی ہوگی حالانکہ یہ ایک سراسر بے جا اعتراض تھا کیونکہ اگر بے پردگی ہوتی تو پردہ نشین احمدی خواتین کی ہوتی کیونکہ اوّل یہ مینار احمدیہ محلّہ میں تعمیر ہو رہا تھا اور دوسرے آریہ لوگ تو پردے کے قائل بھی نہ تھے بہرکیف ڈپٹی کمشنر صاحب جب قادیان آئے اور حضورؑ سے ملاقات کی۔ شکایت کنندہ مخالفین بھی ساتھ تھے حضور نے انکی شکایت کا بڑی متانت سے جواب دیا اور لالہ بڈھا مل صاحب آریہ جو حضور کی مخالفت میں پیش پیش تھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

" یہ لالہ بڈھا مل بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ بچپن سے لیکر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقعہ ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اس سے پوچھیں کہ کبھی ایسا ہوا کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقعہ ملا ہو اور اس نے مجھے تکلیف دینے میں کوئی قصر چھوڑی ہو۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت لالہ بڈھا مل پاس بیٹھے تھے مگر شرم اور ندامت کی وجہ سے انہیں جرأت نہیں ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات کا جواب دینا تو در کنار حضور کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کے ہمسائے جو ہمیشہ درپے آزار رہتے ہوں کے ساتھ محبت و شفقت کی

یہ عظیم الشان مثال ہے۔

پھر محبت وشفقت کا یہ سلوک ہمسائیوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ کے اشد ترین دشمن بھی اس سے محروم نہ رہے حیرت کا مقام ہے کہ ایک طرف فریق مخالف دشمنی اور عناد میں اندھے ہو کر ہر طرح کے اوچھے اور غلیظ اعتراضات کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور فحش گالیاں اور گندہ دہانی سے باز نہیں آتے اور دوسری طرف آپ ہیں کہ کمال صبر و تحمل اور ضبط نفس کا بے مثال نمونہ دکھاتے ہیں کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک روز فرمایا۔

''میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا''۔

وقت کی رعایت سے صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں ایک مرتبہ لاہور میں قیام کے دوران پیر گولڑوی صاحب کا ایک مرید حضور علیہ السلام سے ملنے کے بہانے آیا اور آکر سامنے بیٹھ گیا اور کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی حضور نے اجازت دے دی اس پر اس نے گالیاں نکالنی شروع کیں۔ اور اسقدر گالیاں دیں کہ گالیوں کی لغات میں کوئی لفظ اس نے باقی نہ چھوڑا جب ذرا ٹھہر جاتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سائیں صاحب کچھ اور وہ پھر بھڑک اٹھتا گالیاں شروع کر دیتا۔ حضرت اقدس ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اسے دیکھتے رہے جب اپنی بکواس کرتے کرتے خود ہی خاموش ہو گیا تو حضرت نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ بھائی کچھ اور بھی کہہ لے۔ اس پر وہ گڑگڑا کر حضور کے پاؤں پر گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ سے سخت نادانی ہوئی میں حضور کے مرتبہ کو نہیں پہچانتا۔ میری توبہ۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اور اسی کے مطابق اپنی پیاری جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

مولوی محمد حسین بٹالوی اہل حدیث فرقہ کے مشہور و معروف عالم تھے ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جان چھڑکتے تھے اور ان کا قلم آپ کی مدح میں تعریفی کلمات لکھتے نہ تھکتا تھا۔ جب حضور علیہ السلام نے براہین احمدیہ شائع فرمائی تو اس کتاب پر ریویو لکھتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ اسلام کی تائید میں گذشتہ 13 سو سال سے کوئی کتاب اس شان کی نہیں لکھی گئی لیکن جب حضور علیہ السلام نے باذن الٰہی مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو یہ صاحب آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو کر صف اوّل کے معاند بن گئے اور اس غلط فہمی کی بنا پر کہ حضور علیہ السلام کو جو شہرت اور عروج حاصل ہوا ہے یہ میرے اس ریویو کی وجہ سے ہوا ہے جو میں نے براہین احمدیہ کے حق میں لکھا تھا ان صاحب نے اعلان کیا کہ

''میں نے ہی اس کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اس کو گراؤں گا''

اور پھر آپ کی مخالفت میں اسقدر ترقی کی کہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اپنے اخبار اشاعۃ السنہ میں گالیوں سے بھرے مضامین تحریر کئے آپ کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ تیار کیا گورنمنٹ میں آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں آپ کے خلاف مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ لیکن آخری عمر میں جب حضور علیہ السلام کے الہام

انی مھین من اراد اھانتک

کی زد میں آکر ذلت و رسوائی کا شکار ہوا اور حالت زار یہاں تک پہنچی کہ اس کا اپنا اخبار بند ہو گیا تو وہ حضور علیہ السلام کے خلاف اپنے مضامین لئے لئے پھرتا تھا اور کوئی مولوی یا ایڈیٹر اپنے اخبار میں اسے چھاپتا نہ تھا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب موصوف کو کہلا بھیجا کہ

''آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں اور چھپوا بھی دیتے ہیں''۔

نیز آپ اپنے ایک عربی شعر میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

قطعت ودادا قد غرسناه فی الصبا
ولیس فؤادی فی الوداد یقصر

یعنی تو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانہ میں اپنے دلوں میں نصب کیا تھا مگر میرا دل تو کسی صورت میں محبت کے معاملہ میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور عظمت کردار صرف اور صرف مامور من اللہ ہی کے شایان شان ہے۔

انہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف سیرت المہدی میں ایک اور روایت درج فرمائی ہے جو آپ کے اخلاق فاضلہ کی عجیب و غریب مثال ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ایک شخص فضل دین لاہوری حضور کی طرف سے وکیل تھا یہ شخص غیر احمدی تھا...... جب مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت صاحب کے خلاف شہادت میں پیش ہوا تو مولوی فضل دین وکیل نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں مولوی محمد حسین صاحب کے حسب نسب کے متعلق سوال کروں حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا اور فرمایا لا یحب اللہ الجھر بالسوء۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خود مولوی فضل دین نے باہر آکر ہم سے بیان کیا اور اس پر اس بات کا بڑا اثر ہوا تھا چنانچہ وہ کہتا تھا کہ مرزا صاحب نہایت عجیب اخلاق کے آدمی ہیں ایک پرلے درجے کا دشمن ہے اور وہ اقدام قتل کے مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت میں پیش ہوتا ہے اور میں اس کا حسب نسب پوچھ کر اسکی حیثیت کو چھوٹا کر کے اسکی شہادت کو کمزور کرنا چاہتا ہوں اور اس سوال کی ذمہ داری بھی مرزا صاحب پر نہیں تھی بلکہ مجھ پر تھی مگر میں نے جب پوچھا تو آپ نے بڑی سختی سے روک دیا کہ ایسے سوال کی میں ہرگز اجازت نہیں دیتا خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے حسب نسب میں بعض معیوب باتیں بھی جاتی تھیں واللہ اعلم جن کو وکیل اپنے سوال سے ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر حضرت صاحب نے روک دیا دراصل حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے کسی دشمن کی بھی ذلت نہیں چاہتے تھے ہاں جب خدا کی طرف سے کسی کی ذلت کا سامان ہوتا تھا تو وہ ایک نشان الٰہی ہوتا تھا جسے آپ ظاہر فرماتے تھے۔

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پرواہ نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار

پنڈت لیکھرام آریوں میں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشد ترین معاند تھا اسکی زبان اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اعتراضات و الزامات لگانے میں قینچی کی طرح چلتی تھی اور حضور کو اس سے اسی بنا پر اسقدر نفرت تھی کہ ایک سفر کے دوران اسٹیشن پر وضو کر رہے تھے کسی نے عرض کیا کہ لیکھرام آیا ہے حضور کو سلام کرنا چاہتا ہے آپ نے بڑی غیرت سے فرمایا ''ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے'' اور یہی وہ غیرت وحمیت تھی جس کے ماتحت آپ نے وہ مشہور و معروف پیشگوئی فرمائی جس کے عین مطابق جب لیکھرام ہاویہ میں گرایا گیا اور اسکی ہلاکت کے ذریعہ اسلام کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا تو آپ نے جہاں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے پورا ہونے پر طبعاً خوشی اور شکر کا اظہار فرمایا وہیں آپ کو پنڈت لیکھرام کی موت کا افسوس اور صدمہ بھی ہوا کہ وہ صداقت سے محروم رہنے کی حالت میں ہی دنیا سے چل بسا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی، درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا اور اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کیلئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر (اس کے زخم ایسے ہوتے کہ) وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جا چکا ہوتا تب بھی (بچ جاتا اور) زندہ رہتا۔ (سراج منیر صفحہ ۲۴)

نیز فرمایا کہ ''میں اگر موقعہ واردات پر ہوتا تو اسے بچانے کی کوشش کرتا کہ یہ انسانی فرض ہے''۔

باقی

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

حضرت گوتم بدھ علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

شیخ مجاہد احمد مبلغ سلسلہ معلم بنارس ہندو یونیورسٹی

تاریخ عالم میں جن انسانوں کے نام اپنی ابتداء سے آج تک عزت واحترام سے لئے جاتے ہیں، اُن میں ھندوستان کی مایہ ناز شخصیت نور نبوت سے سرفراز، حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کا نام بھی ہے۔ ''کپل وستو'' کا یہ روشن چراغ ایک عظیم مصلح اور معلم اخلاق ہونے کی حیثیت سے ''نور ایشیا'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے نور یعنی بدھ مذہب کا دم بھرنے والا موجودہ دنیا کا ایک کثیر حصہ ہے۔ جن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ:

''جو بدھ مت کے لوگ ہیں ان کی مثال اس کنواری کی طرح ہے جس کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام کا بعض کنواریاں انتظار کریں گی۔ اور یہ پیشگوئی تمثیلاً پوری ہوئی ہے۔ کنواری سے مراد ایسی قومیں ہیں جن تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اور وہ منتظر بیٹھی ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیغام پہنچے تو ان کے گھر میں شادی منائی جائے''۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء)

حضرت گوتم بدھ کا دور اور آپ کی زندگی جہاں مذہبی دنیا میں انقلاب کی وجہ سے یاد کی جاتی ہے وہاں ھندوستان کی معلوم تاریخ کی ابتداء آپ کے وقت سے ہوتی ہے۔ اس لئے ھندوستانی تاریخ کو جاننے کیلئے بھی آپ کی زندگی مشعلِ راہ ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ سوائے سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء کی زندگی افراط اور تفریط کا شکار ہو چکی ہے۔ متبعین نے حضرت بدھ کو بھی انسان سے ''دیو'' اور ''بھگوان'' کے درجہ تک پہنچا دیا تو برہموں نے آپ کو ۲۴ ویں اوتار کے طور پر ھندو مذہب میں داخل کر لیا۔ اس طرح حقیقت فسانوں، قصے کہانیوں میں چھپتی چلی گئی۔ ہر قوم جو بدھ مذہب میں داخل ہوئی وہ اپنے ساتھ ایک نیا نظریہ آپ کے متعلق قائم کرتی چلی گئی۔ معروف روایتوں کے مطابق حضرت گوتم بدھ کی پیدائش ۶۲۳ ق م کپل وستو میں ہوئی۔ (بھگوان بدھ مصنفہ آچاریہ دھرمانند کوسمبی صفحہ ۸۹) اس تاریخ کے تعین میں بھی علماء کا جھگڑا ہے۔ (دی ارلی ہسٹری آف انڈیا مصنفہ وی اے سمتھ اکسفورڈ طبع ۱۹۲۴ء صفحہ ۵۰-۴۹) مگر پالی کتب میں درج تاریخ کے مطابق مندرجہ بالا تاریخ قبول کی جاتی ہے۔ ان کے والد کا نام شدھودھن اور والدہ کا نام ''مہامایا'' آیا ہے۔ (بدھ نکایوں (فرقوں) کا اتہاس۔ ڈاکٹر شری نارائن شری واستو کشور و دیا نکیتن وارانسی) اگرچہ ان کے ناموں میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ بچپن سے گوتم کی طبیعت مفکرانہ تھی۔ نجومیوں نے والد کو پہلے ہی خبر دی تھی کہ ان کا بیٹا ایک دن دنیا سے منہ موڑ کر راہب ہو جائے گا، اس لئے ان کے والد نے ان کی پرورش عیش و آسائش میں کی۔ اور کوئی دکھ پاس تک نہ آنے دیا۔ مگر ایک دن ایک بوڑھا، بیمار، اور مردہ دیکھ کر ان کی طبیعت دنیا سے اُچاٹ ہو گئی اور وہ گھر بار بیوی بچے کو چھوڑ جنگل کی راہ نکل پڑے۔ چھ سال سخت ریاضت کے بعد گیا- بہار میں انہیں حصول معرفت ہوا اور وہ پھر اپنے پیغام کو ۸۰ برس کی عمر تک دنیا میں پہنچاتے رہے۔

حضرت گوتم بدھ کے پیروکار یعنی بدھ اور غیر بدھ یعنی دیگر مذاہب کے مفکرین آپ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ آپ دھریہ یعنی ''ناستک'' تھے۔ آپ فرشتوں، روح، جنت و دوزخ کے قائل نہ تھے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں ''بدھ درشن مصنفہ آچاریہ نریندر جی- بہار ھندی کمیٹی مطبوعہ ۱۹۷۱ء)

موجودہ زمانہ کے امام ''جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کی زندگی اور حقیقی تعلیم کے متعلق نئی خبر دی ہے۔ یہ اطلاع مذہبی و تاریخی دنیا میں ایک عظیم انقلاب و تحقیق کا پیش خیمہ ہے۔ ''عصمت انبیاء'' کے مضمون کے تحت اگر ہم غور کریں تو جہاں بنی اسرائیل کے انبیاء کی عزت و ناموس کو آپ نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ وہاں ھندوستان کے اس عظیم مصلح و معلم اخلاق کی عزت و ناموس کی بھی حفاظت فرمائی ہے۔

۲۵ را پریل ۱۸۹۹ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' لکھی۔ جس میں حضور نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اتر آنے اور پھر کشمیر کی طرف ہجرت کرنے اور عمر طبعی پانے کا ایسا زبردست عقلی و نقلی دلائل سے ثبوت دیا ہے کہ ایک محقق کو آپ کا نظریہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔ باب چہارم دوسری فصل میں آپ نے مندرجہ بالا مضمون کو بدھ مذہب کی کتب سے ثابت کیا ہے۔ اور ضمناً حضرت گوتم بدھ علیہ السلام کی زندگی کے ''ان چھوئے'' گمنام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

راحل کی حقیقت:- بدھ مذہب والے اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ حضرت گوتم بدھ نے شادی کی اور اُن کا ایک بیٹا ''راحل'' نام کا تھا۔ جسے وہ ایام شیر خوارگی میں حصول معرفت کیلئے چھوڑ کر گھر سے ہمیشہ ہمیش کیلئے چلے گئے تھے۔

اس کے بالمقابل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''اور منجملہ اُن شہادتوں کے جو بدھ مذہب کی کتابوں سے ہم کو ملی ہیں وہ شہادت ہے جو کتاب بدھ ازم مصنفہ اولڈن برگ صفحہ ۴۱۹ میں درج ہے۔ اس کتاب میں بحوالہ کتاب مہاوا گا صفحہ ۵۴ فصل نمبر ا میں لکھا ہے کہ بدھ کا ایک جانشین راحولتا نام بھی گزرا ہے کہ جو اس کا جان نثار شاگرد بلکہ بیٹا تھا۔ اب اس جگہ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ راحولتا جو بدھ مذہب کی کتابوں میں آیا ہے یہ روح اللہ کے نام کا بگاڑا ہوا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ (صفحہ ۱۵۷ مسیح ہندوستان میں)

''اور درحقیقت راحولتا سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں۔ جن کا نام روح اللہ ہے اور روح اللہ کا لفظ عبرانی زبان میں راحولتا سے بہت مشابہ ہو جاتا ہے اور راحولتا یعنی روح اللہ کو بدھ کا شاگرد اسی وجہ سے قرار دیا گیا ہے جس کا ذکر ابھی ہم کر چکے ہیں یعنی مسیح جو بعد میں آکر بدھ کے مشابہ تعلیم لایا''۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۵۹)

سوتی ہوئی بیوی ''یشودھرا'' کو چھوڑ کر جانے کے قصے کی حقیقت:-

بدھ مذہب کے پیرو حضرت گوتم کی جانب اس واقعہ کو خصوصیت کے ساتھ منسوب کرتے ہیں کہ جب آپ نے مریض بوڑھے اور مردہ کا نظارہ دیکھا تو آپ دنیا سے دل برداشتہ ہو گئے اور تلاش حق کیلئے آپ نے یہ عظیم قربانی دی کہ اپنی سوتی ہوئی بیوی اور معصوم بچے تک کو چھوڑ دیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:-

''یہ قصہ کہ راحولتا بدھ کا بیٹا تھا جس کو وہ شیر خوارگی کی حالت میں چھوڑ کر پردیس میں چلا گیا تھا اور نیز اپنی بیوی کو سوتی ہوئی چھوڑ کر بغیر اس کی اطلاع اور ملاقات کے ہمیشہ کی جدائی کی نیت سے کسی اور ملک میں بھاگ گیا تھا۔ یہ قصہ بالکل بیہودہ اور لغو اور بدھ کی شان کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ایسا سخت دل اور ظالم طبع انسان جس نے اپنی عاجز عورت پر کچھ رحم نہ کیا اور اس کو سوتے ہوئے چھوڑ کر بغیر اس کے کہ اس کو کسی قسم کی تسلی دیتا یونہی چوروں کی طرح بھاگ گیا اور زوجیت کے حقوق کو قطعاً فراموش کر دیا، نہ اسے طلاق دی اور نہ اس سے اس قدر ناپیدا کنار سفر کی اجازت لی اور یکدفعہ غائب ہو جانے سے اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچایا اور سخت ایذا دی۔ اور پھر ایک خط بھی اس کی طرف روانہ کیا یہاں تک کہ بیٹا جوان ہو گیا اور نہ بیٹے کے ایام شیر خوارگی پر رحم کیا۔ ایسا شخص کبھی راستباز نہیں ہو سکتا۔ جس نے اپنی اس اخلاقی تعلیم کا بھی کچھ پاس نہ کیا جس کو وہ اپنے شاگردوں کو سکھلاتا تھا۔ ہمارا کانشنس اس کو ایسے ہی قبول نہیں کر سکتا جیسا کہ انجیلوں کے اس قصہ کو کہ مسیح نے ایک مرتبہ ماں کے آنے اور اس کے بلانے کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی تھی بلکہ ایسے الفاظ منہ پر لایا تھا جس میں ماں کی بے عزتی تھی۔ پس اگرچہ بیوی اور ماں کی دل شکنی کرنے کے دونوں قصے بھی باہم ایک گونہ مشابہت رکھتے ہیں لیکن ہم ایسے قصے جو عام اخلاقی حالت سے گرے ہوئے ہیں نہ مسیح کی طرف منسوب کر سکتے ہیں اور نہ گوتم بدھ کی طرف۔ اگر بدھ کو اپنی عورت سے محبت نہیں تھی تو کیا اس عاجز عورت اور شیر خوار بچہ پر رحم بھی نہیں تھا۔ یہ ایسی بداخلاقی ہے کہ صدہا برس کے گذشتہ رفتہ قصے کو سُن کر اب ہمیں درد پہنچ رہا ہے کہ کیوں اس نے ایسا کیا۔ ... سو ہم ایسی گندی کاروائی بدھ کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جو خود اس کی نصیحتوں کے برخلاف ہے''۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۵۷ تا ۱۵۹)

عقائد بدھ:-

حضرت گوتم بدھ کی تعلیم و عقائد اور موجودہ بدھ مذہب کی تعلیم ایک وسیع مضمون ہے۔ کیونکہ مرور زمانہ سے بدھ مذہب کے پیرو اپنی اصل تعلیم سے دور سے دور ہوتے چلے گئے۔ چونکہ بدھ مذہب ایک تبلیغی مذہب ہے اور ہر شخص بدھ کا پیرو بن سکتا ہے ذات پات کی تفریق ھندوؤں کی طرح ان میں نہیں پائی جاتی اس لئے ہر قوم جو بدھ مذہب میں داخل ہوئی وہ اپنے خیالات بھی بدھ کی طرف منسوب کرنے لگی۔ اور اس قدر حاشیہ آرائیاں حضرت بدھ علیہ السلام کی زندگی اور تعلیم پر ہوئی ہیں کہ اصل تعلیم ملنا جوئے شیر لانے کی مانند ہے۔

خود بدھ مذہب کے پیروکار حضرت بدھ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً ہستی باری تعالیٰ کا مضمون ہر نبی نے اپنی قوم کو سمجھایا اور قرآن مجید نے بار بار خدا کے فرستادوں کے آنے کی اوّلین غرض بندوں کو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانا، بیان کی ہے۔ مگر گوتم بدھ اور آپ کے فلسفہ کو ناستک اور ناستک فلسفہ کہا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن

میں بیان فرماتے ہیں:-

''اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدھ شیطان کا بھی قائل ہے۔ ایسا ہی دوزخ اور بہشت اور ملائک اور قیامت کو بھی مانتا ہے۔ اور یہ الزام جو بدھ خدا کا منکر ہے یہ محض افتراء ہے بلکہ بدھ ویدانیت کا منکر ہے جو ھندو مذہب میں بنائے گئے تھے ہاں وہ وید پر بہت نکتہ چینی کرتا ہے اور موجودہ وید کو صحیح نہیں مانتا اور اس کو ایک بگڑی ہوئی اور محرّف اور مبدّل کتاب خیال کرتا ہے اور جس زمانہ میں وہ ہندو اور وید کا تابع تھا اس زمانہ کی پیدائش کو ایک بری پیدائش قرار دیتا ہے''۔ (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۶۳)

بدھ تناسخ کا قائل ہے

اس کے نزدیک تناسخ تین قسم پر ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ مرنے والے شخص کی عقد ہمت اور اعمال کا نتیجہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک اور جسم پیدا ہو۔

(۲) دوسری وہ قسم جس کو تبت والوں نے اپنے لاموں میں مانا ہے یعنی یہ کہ بدھ یا بدھ ستوا کی روح کا کوئی حصہ موجودہ لاموں میں حلول کر آتا ہے یعنی اس کی قوت اور طبیعت اور روحانی خاصیت موجودہ لامہ میں آجاتی ہے اور اس کی روح اس میں اثر کرنے لگتی ہے۔

(۳) تیسری قسم تناسخ کی یہ ہے کہ اسی زندگی میں طرح طرح کی پیدائشوں سے انسان گزرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ درحقیقت اپنے ذاتی خواص کے لحاظ سے انسان بن جاتا ہے۔ ایک زمانہ انسان پر وہ آتا ہے کہ گویا وہ بیل ہوتا ہے اور پھر زیادہ حرص اور کچھ شرارت بڑھتی ہے تو کتا بن جاتا ہے اور ایک ہستی پر موت آتی ہے اور دوسری ہستی پہلی ہستی کے اعمال کے موافق پیدا ہوجاتی ہے لیکن یہ سب تغیرات اسی زندگی میں ہوتے ہیں۔
(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳)

بدھ کا رنگ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس کتاب مذکور میں حضرت گوتم بدھ اور حضرت مسیح ناصری کی بہت سی مشابہتوں کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت بدھ کی ایک پیشگوئی آنے والے متیا کے تعلق سے بیان کی ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے گوتم بدھ کے رنگ کا ذکر یوں بیان فرمایا ہے۔

اور بدھ نے اپنی پیشگوئی میں اس آنے والے بدھ کا نام بگوا متیا اس لئے رکھا کہ بگوا سنسکرت زبان میں سفید کو کہتے ہیں۔ اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اسلئے بگوا یعنی سفید رنگ تھے۔ اور جس ملک میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی یعنی مگدھ کا ملک جہاں راجہ گر یہا واقع تھا اس ملک کے لوگ سیاہ رنگ تھے اور گوتم بدھ خود سیاہ رنگ تھا۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۴۸-۱۴۹)

حضرت گوتم بدھ کی ہجرت

گوتم بدھ نے (انسانوں کے درمیان) اسی صلح کا ارادہ کیا تھا اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا کہ جو کچھ ہے وید ہے، آگے کچھ نہیں۔ اور نہ وہ قوم اور ملک اور خاندان کی خصوصیت کا اقراری تھا.. اور جیسا کہ شریر مخالفوں کا دستور ہے عام لوگوں کو نفرت دلانے کی بہت سی تہمتیں اس پر لگائی گئیں۔ آخر انجام یہ ہوا کہ بدھ آریہ ورت سے جو اس کی زاد بوم وطن تھا نکالا گیا اور اب تک ہندو لوگ بدھ مذہب اور اس کی کامیابی کو بڑی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر حسب قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں دوسرے ملک کی طرف بدھ نے ہجرت کر کے بڑی کامیابی حاصل کی''۔ (پیغام صلح صفحہ ۱۸-۱۹)

نئے نظریئے

کتاب مسیح ہندوستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدھ مذہب کے متعلق بہت سے نئے نظریوں کو پیش فرمایا ہے۔ مثلاً

''بدھ شیطان سے آزمایا گیا'' (صفحہ ۱۳۵)۔ ''شیطان درحقیقت انسان کی طرح مجسم ہو کر لوگوں کے دیکھتے ہوئے بدھ کے پاس نہیں آیا بلکہ وہ ایک خاص نظارہ تھا جو بدھ کی آنکھوں تک ہی محدود تھا۔ اور شیطان کی گفتگو شیطانی الہام تھی''۔ (صفحہ ۱۳۲) ''بدھ کے واقعات حضرت مسیح کے زمانہ تک قلمبند نہ ہوئے تھے'' (صفحہ ۱۳۵)

آنے والے متیا کے متعلق مسیح سے مشابہت کے تعلق میں فرمایا:-

''اس جگہ یاد رہے کہ جو لفظ عبرانی میں مشیحا ہے وہی پالی زبان میں متیا کر کے بولا گیا ہے''۔ (صفحہ ۱۴۳)

''وہ آنے والا متیا جس کی بدھ نے پیشگوئی کی تھی وہ درحقیقت مسیح ہے اور کوئی نہیں۔ (صفحہ ۱۴۳)

''چھٹا مرید بدھ کا ایک شخص تھا جس کا نام یسا تھا۔ یہ لفظ یسوع کے لفظ کا مخفف معلوم ہوتا ہے چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بدھ کی وفات سے پانچسو برس گزرنے کے بعد یعنی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے تھے اس لئے چھٹا مرید کہلائے۔ (صفحہ ۱۵۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت گوتم بدھ کے متعلق جن نئے نظریوں کو تاریخی اعتبار سے ثابت کیا ہے۔ اُس کو مزید وضاحت سے دنیا کے سامنے پیش کرنا آج ہم سب کا کام ہے۔ ہندوستان کا یہ عظیم معلم اخلاق تاریخ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے ضرورت ہے کہ اس کی صحیح تصویر وقت کے امام، امام الزماں سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے آئینہ میں دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔ اس کیلئے جہاں ہمیں بدھ مذہب کی اصل کتب ''تری پٹک'' کا گہرائی سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ وہیں اس راہ میں کام کرنے والے محققین کی بھی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک اقتباس پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضورؒ فرماتے ہیں:-

''میرے نزدیک بدھوں میں تبلیغ کرنے میں اصل ضرورت دو چیزوں کی ہے اوّل یہ کہ ان کی زبان آتی ہو اور دوسرے یہ کہ ان کو تبلیغ کرنے والا باخدا انسان ہو یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ہو۔ یہ دو چیزیں ہوں تو آپ آسانی کے ساتھ بدھوں میں تبلیغ کرسکتے ہیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ پس بدھوں سے تبلیغ کے وقت بنیادی بات صرف یہی موضوع بحث ہونی چاہئے کہ خدا ہے یا نہیں۔ اگر آپ ان کو خدا کا قائل کرلیں تو آپ کی فتح ہی فتح ہے۔ آپ ان کے دل جیت لیں گے اگر خدا کی بات نہ کریں اور مذہبی تعلیمات کا مقابلہ شروع کردیں تو کبھی بھی آپ بدھوں کو قائل نہیں کرسکتے''۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء شمارہ ۸ صفحہ ۱۳)

بقیہ صفحہ (16)

آپ اُم المومنین عائشہ صدیقہ کو بھی منکرین ختم نبوت کی صف میں سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ آپ حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کو سمجھتے ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ منکر ختم نبوت ہیں تو ہمیں آپ کی طرف سے ختم نبوت کا منکر قرار دیا جانے کا کوئی افسوس نہیں ہوسکتا امام محمد طاہرؒ اس قول کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ یعنی آنحضرت ﷺ کی مراد یہ تھی کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ ﷺ کی شرع کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں..... وھذا معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قد انقطعت فلا رَسولَ بَعْدِی وَلَا نبِیَّ ای لا نبِیَّ یکونُ علیٰ شَرْعٍ یُخالِفُ شرعِی بل اذا کان یکونُ تحتَ حُکْمِ شَرِیْعَتِی (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

ترجمہ: اور یہی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ اِنَّ الرِّسَالَةَ والنبوۃ قدانقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ۔ یعنی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قول سے یہ ہے کہ اب کوئی نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہو بلکہ جب بھی کوئی نبی ہوگا تو وہ میری شریعت کے حکم کے تحت ہوگا۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی تحریر فرماتے ہیں: فانّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ وانما ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِیْعِ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۷ بحث ۳)

یعنی بے شک مطلق نبوت نہیں اُٹھی اور صرف تشریعی نبوت اُٹھی ہے۔

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں خُتِمَ بِہِ النَّبِیُّوْنَ ای لا یُوجَدُ مَنْ یامُرُہُ اللّٰہُ سبحانہٗ بالتَّشْرِیْعِ علی الناس (تفہیمات الٰہیہ تفہیم صفحہ ۵۳)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی ختم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہوسکتا جسے خدا تعالیٰ لوگوں کی طرف مامور کرے۔

اب ہم جس شخص کا حوالہ پیش کرنے جا رہے ہیں وہ دیوبندی مولویوں کے استادوں کے استاد ہیں۔ یعنی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند اور فقہ حنفیہ کے جلیل القدر عالم آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا'' (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

غیر احمدی علماء یہ بات یاد رکھیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کو ختم نبوت کا منکر قرار دیتے ہیں تو آپ دراصل اُن کو نہیں بلکہ خود اپنے بانی جماعت۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو منکر ختم نبوت ٹھہراتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ مُعلّمہ نصف الدین کو نعوذ باللہ ختم نبوت کا منکر ٹھہراتے ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا منکر ٹھہراتے ہیں۔

دراصل نبوت کیلئے اسلام میں دو اصطلاحیں ہیں ایک نبوت تشریعی جو ختم ہوگئی اور جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا نبی بعدی اور دوسری غیر تشریعی جو کہ جاری و ساری ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجہ جلد ۱)

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کا پہلی قسم نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ نبوت کی دوسری قسم یعنی غیر تشریعی نبوت کا آپ کا دعویٰ ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ''میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہوکر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منکر خاتم النبیین کہنا

سابقہ بزرگانِ دین کو منکر خاتم النبیین کہنا ہے

ظہور احمد خان مبلغ سلسلہ

اس زمانہ کے علماء سوء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر طرح طرح کے الزام لگائے ہیں اور آپ پر اپنی کتابوں اور تقریروں میں گند اُچھالا ہے۔ تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسیں کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر طرح طرح کے اعتراضات اور گند اُچھالا ہے۔ ان اعتراضات میں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی جماعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں مانتی ہے یعنی یہ نہیں مانتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رُسل کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ ازروئے قرآن شریف، احادیث نبویہ اور بزرگان اُمت خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں۔ اگر ان سے وہ معنی ثابت ہو جائیں جو مولانا اور ان کے چیلے چانٹے خاتم النبیین کے کرتے ہیں تو پھر ہم واقعی جھوٹے اور کافر ہیں اور اگر قرآن شریف، احادیث شریف اور بزرگان کے اقوال سے یہ ثابت ہو جائے کہ خاتم النبیین کا جو مفہوم حضرت مسیح موعودؑ نے سمجھا ہے وہی درست ہے اور واقعی وہی درست ہے تو ایسی صورت میں اس کے سوا ہم کچھ نہیں کہتے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْن کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

سب سے پہلے ہم قرآن شریف کی روشنی میں خاتم النبیین کا مفہوم لیتے ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (سورہ نساء رکوع ۹) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے پس وہ اُن کے ساتھ شامل ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبی، صدیق شہید اور صالح یہ اُن کے اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

امام راغبؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں.... قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِنَ الْفِرَقِ الْاَرْبَعِ فِي الْمَنْزِلَةِ وَالثَّوَابِ النَّبِيُّ بِالنَّبِيِّ وَالصِّدِّيْقُ بِالصِّدِّيْقِ وَالشَّهِيْدُ بِالشَّهِيْدِ وَالصَّالِحُ بِالصَّالِحِ (تفسیر بحر المحیط جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: راغب نے کہا ہے یعنی ان چار گروہوں کے ساتھ درجہ اور ثواب میں شامل کر دے گا جن پر اس نے انعام کیا ہے اس طرح کہ جو تم سے نبی ہوگا اس کو نبی کے ساتھ ملا دے گا اور جو صدیق ہوگا اُسے صدیق کے ساتھ ملا دے گا اور شہید کو شہید کے ساتھ ملا دے گا اور صالح کو صالح کے ساتھ۔

اس عبارت میں امام راغبؒ نے النبیؐ کہہ کر ظاہر کر دیا ہے کہ اس اُمت کا نبی گزشتہ انبیاء کے ساتھ شامل ہو جائے گا جس طرح اس اُمت کے صدیق گزشتہ صدیقوں اور اس اُمت کا شہید گزشتہ شہیدوں اور اس اُمت کا صالح گزشتہ صالحین کے ساتھ شامل ہوگا گویا ان کی تفسیر کے مطابق اُمت محمدیہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے ورنہ وہ کون سے نبی ہوں گے جو امام راغبؒ کی اس تفسیر کے مطابق انبیاء کی صف میں شامل ہونگے؟

اس بیان کی روشنی میں اُمتی نبی کی آمد کا امکان روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

۲- ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (اعراف رکوع ۴)

یعنی اے بنی آدم! جب کبھی آئندہ تم میں سے تمہارے پاس رسول آئیں گے جو تم پر میری آیات بیان کریں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کر کے اپنی اصلاح کریں گے ان پر کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔

اس آیت کے سیاق میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسان کو قُل کہہ کر کئی ہدایات دی ہیں اور اسی سلسلہ میں تمام نوع انسانی کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ آئندہ جب بھی تم میں سے رسول تمہارے پاس آئیں تو تقویٰ اختیار کر کے اصلاح کرنے والے ہی کامیاب ہونگے۔ امام جلال الدین سیوطی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ فَاِنَّهٗ خِطَابٌ لِاَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَلِكُلِّ مَنْ بَعْدَهُمْ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ مصری)

یعنی بنی آدم کے الفاظ سے یہ خطاب اس زمانہ اور بعد کے لوگوں سے ہے۔

علامہ بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اِتْيَانُ الرُّسُلِ اَمْرٌ جَائِزٌ غَيْرُ وَاجِبٍ (تفسیر بیضاوی مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۵۴)

"یعنی رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے" واجب یعنی ضروری نہیں۔

پس جب اس آیت سے بھی امکان الرسل ثابت ہے تو اس بارے میں غیر احمدی علماء کی کیا رائے ہے کیا ان کے نزدیک جلال الدین سیوطی اور علامہ بیضاوی بھی ختم نبوت کے منکر ہیں یا پھر وہ خود ہیں (فاعتبروا یا اولی الالباب)

اجرائے نبوت کے بارے میں اور بہت سی قرآنی آیات ہیں مگر ان پر ہی اکتفا کرتا ہوں کیونکہ

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین کا کیا مفہوم بیان فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ تھا وفات پا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا

(ابن ماجہ جلد نمبر ۱ کتاب الجنائز صفحہ ۲۳۷ مصری)

یعنی جنت میں اس کیلئے ایک دودھ پلانے والی ہے اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔

شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ پر اس حدیث کے متعلق لکھا ہے اَمَّا صِحَّةُ الْحَدِيْثِ فَلَا شُبْهَةَ فِيْهَا لِاَنَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهٗ یعنی اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ اسے ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام علی القاریؒ نے جو فقہ حنفیہ کے ایک زبردست امام ہیں نے اس حدیث سے امکانِ نبوت پر استدلال کیا ہے اور لکھا ہے لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اِنَّ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹،۵۸)

ترجمہ: یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو یہ دونوں آپ ﷺ کے متبعین ہی رہتے۔ ان کا نبی ہو جانا خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی امت میں سے نہ ہو۔

صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ۹ھ میں ہوئی اور آیت خاتم النبیین ۵ھ میں نازل ہو چکی تھی آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا حالانکہ آیت خاتم النبیین نازل ہو چکی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کا نبی نہ بننا اُس کی موت کی وجہ سے ہے نہ کہ آیت خاتم النبیین کے نزول کی وجہ سے۔

امام علی القاریؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور کوئی ایسا نبی بھی نہیں آ سکتا جو آپ ﷺ کی اُمت سے باہر ہو گویا امام علی قاری کے نزدیک اگر کوئی نبی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ہوگا۔ اور باہر سے کوئی نہیں ہوگا بلکہ جب ہوگا اسی اُمت سے ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِيْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ (کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۳۸) کہ حضرت ابوبکرؓ میرے بعد سب انسانوں سے بہتر ہیں بجز اس کے کہ آئندہ کوئی نبی ہو۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ کے الفاظ استعمال فرما کر نبی ہونے کا امکان قرار دیا ہے ورنہ آپ ﷺ یہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے اگر ختم النبوت سے یہ معنی ہوتے کہ ہر قسم کی نبوت اب بند ہے۔

بزرگان دین کے اقوال سے خاتم النبیین کی تشریح

سب سے پہلا قول ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا جو کہ معلمہ نصف الدین تھیں پیش ہے۔ آپ فرماتی ہیں قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

یعنی لوگو یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس قول سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ خاتم النبیین کے معنی محض آخری نبی درست نہیں سمجھتیں بلکہ ان معنی کو اختیار کرنے سے دوسری اُمت کو بھی منع کرتی ہیں۔

اب آج کل کے غیر احمدی علماء بتائیں کہ کیا

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

ماموریت کے تیئیسویں سال ۱۹۰۴ء میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات و واقعات

حضرت اقدسؑ کے سفر۔ تصنیفات اور عالمگیر امن و سلامتی کیلئے تعلیمات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماموریت کے تیئیسویں سال میں احمدیت کا اثر و نفوذ بتدریج بڑھتا گیا۔ اس عرصہ میں بھی عامۃ الناس میں آپ کی بڑی مقبولیت ہوئی۔ آپ کو دینی اغراض کیلئے سفر اختیار کرنے پڑے جن میں آسمانی تائید و نصرت کے نظارے دیکھنے میں آئے۔ اس کا کچھ ذکر اختصاراً کیا جاتا ہے۔

<u>سفر لاہور</u>:- ۲۰/ اگست ۱۹۰۴ء کو حضرت اقدس مع اہل بیت و صحابہ لاہور تشریف لے گئے۔ اس دفعہ آپ حضرت میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور کے مکان واقع بیرون دہلی گیٹ میں ٹھہرے تیسرے دن کے بعد حضرت اقدس کے ارشاد پر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بھی لاہور تشریف لے آئے۔ اگلے دن حضرت نواب محمد علی خان صاحب بھی لاہور پہنچ گئے۔ اتمام حجت کیلئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے چار عظیم الشان لیکچر دیئے۔

☆ - پہلا لیکچر ۲۱/ اگست ۱۹۰۴ء کو حضورؑ نے دیا جس میں آپ نے اصلاح نفس، مذہب کی غرض، وحدت اور اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر نہایت ہی بصیرت افروز روشنی ڈالی۔ اس موقعہ پر آپ نے وزیر آباد کے ایک متعصب مولوی صاحب کے بعض اعتراضات کا مفصل جواب دیا۔

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳-۶)

☆ - دوسرا لیکچر ۲۸/ اگست ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ افراد حضور کے اس خطاب سے مستفید ہوئے۔ اس لیکچر میں آپ نے نہایت لطیف انداز میں حاضرین کو توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے دعویٰ کے زبردست دلائل پیش فرمائے۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱-۶)

☆ - تیسرا لیکچر ۲/ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ جس میں حضورؑ نے دعوت الی اللہ اور تربیت کا حق ادا کر دیا۔

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱-۵)

☆ - چوتھا لیکچر ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوا۔ اس لیکچر کا موضوع تھا ''اس ملک کے موجودہ مذاہب اور اسلام'' یہ لیکچر دربار داتا گنج بخش کے عقب کے منڈوہ میلا رام میں ہوا۔ بارہ ہزار سے زائد افراد نے یہ لیکچر سُنا۔ آپ کا یہ لیکچر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے پڑھ کر سنایا۔ یہ تقریر ''لیکچر لاہور'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اور ۵ ستمبر کو حضرت اقدسؑ کی لاہور سے گورداسپور واپسی ہوئی۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۷)

<u>سفر سیالکوٹ</u>:- حضرت اقدسؑ نے احباب سیالکوٹ کی درخواست پر سیالکوٹ کا سفر اختیار فرمایا۔ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو صبح قادیان سے حضور بٹالہ تشریف لائے۔ اور بٹالہ سے بذریعہ ٹرین سیالکوٹ تقریباً چھ بجے شام پہنچے اور حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ کے ایوان میں ٹھہرے۔

۲۸/ اکتوبر بروز جمعہ حضورؑ نے مسجد حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ میں نہایت پُر جذب و تاثیر تقریر فرمائی جس میں بیش قیمت نصائح فرمائیں اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ بہت سے احباب نے اس دن آپ کی بیعت کی۔ ناسازی طبیعت کی وجہ سے حضورؑ نے ۳۱/ اکتوبر کو واپسی کا ارادہ فرمایا لیکن حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ کی درخواست پر حضورؑ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حضورؑ سے ایک لیکچر کی درخواست کی گئی جو آپ نے ایک ہی دن میں تیار کیا۔ اس لیکچر کے سلسلہ میں اشتہار بھی دیا گیا کہ یہ لیکچر ۲/ نومبر ۱۹۰۴ء کو مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ پڑھ کر سنائیں گے۔ چنانچہ ۲ نومبر کو مقررہ جگہ پر جب حضورؑ تشریف لے آئے تو حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کی افتتاحی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی چند آیات تبرکاً تلاوت کیں۔ اس کے بعد حضورؑ کا لیکچر پڑھ کر سنایا۔ مخالفت کے باوجود ہزاروں افراد نے یہ لیکچر سُنا۔ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کے اختتامی خطاب کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اور ۳ نومبر ۱۹۰۴ء کو حضورؑ سیالکوٹ سے واپس قادیان دارالامان تشریف لے آئے۔

(تاریخ احمدیت جلد ۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۵۹ تا ۳۷۰)

بہائی مبلغ حکیم زرقانی صاحب اور بہائی دنیا پر اتمام حجت

اگست ۱۹۰۴ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں قیام پذیر تھے تو ایک بہائی مبلغ میرزا محمود صاحب زرقانی بھی لاہور آئے ہوئے تھے جب حضرت اقدسؑ گورداسپور کی عدالتی کارروائی میں شامل ہونے کیلئے لاہور سے روانہ ہونے والے تھے تو اس نے بہاءاللہ کے دعویٰ مسیحیت پر حضورؑ کو دعوت مباحثہ دی۔ [illegible] دعوت مباحثہ کا علم حضورؑ کو ۲ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ہوا۔

حضورؑ نے ایک آسان طریق فیصلہ تجویز فرمایا کہ ۳ ستمبر کو میرا ایک لیکچر جلسہ میں پڑھا جائے گا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب ''پیسہ'' اخبار بتمام و کمال شائع کر دیں اور حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرا دیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کر لے گی کہ کس شخص کا مضمون راستی، سچائی اور دلائل قویہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ ۳ ستمبر کو حضورؑ کا لیکچر ہوا جو ''لیکچر لاہور'' کے نام سے بعد میں شائع ہوا۔ حکیم مرزا محمود زرقانی صاحب نے حضورؑ کے لیکچر کے جواب میں ایک بے ہنگم سا مضمون پیسہ اخبار ۱۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں شائع کر دیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل [illegible] دو تین پیشگوئیاں بہاء اللہ کی [illegible] محتاج ثبوت تھیں۔

(تاریخ احمدیت جلد ۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۷)

۱۹۰۴ء کی تصانیف

<u>۱- لیکچر لاہور</u>

کتاب لیکچر لاہور دراصل ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا جانے والا مضمون ہے جس میں مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ پیش فرما کر دین حق کی برتری ثابت فرمائی گئی ہے۔ اور آخر میں حضورؑ نے اپنے دعویٰ کے دلائل اور اپنی پیشگوئیوں کا جو پوری ہوئیں ذکر فرمایا ہے۔

<u>۲- لیکچر سیالکوٹ</u>

یہ لیکچر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک کثیر مجمع میں پڑھا گیا۔ اس میں بھی حضور علیہ السلام نے دین حق اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ اور دین حق کی حقانیت اور زندگی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام مذاہب ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے لیکن دین حق میں تجدید کا سلسلہ جاری ہے۔ حضورؑ نے پہلی دفعہ اس لیکچر میں ہندوؤں کیلئے کرشن ہونے کا دعویٰ پیش فرمایا۔ پھر بحیثیت کرشن آریہ صاحبان کی چند بنیادی غلطیوں کا ذکر کر کے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی اور آخر میں اپنے دعاوی کی صداقت کے چند دلائل بیان فرمائے۔

ممتاز مبائعین ۱۹۰۴ء

سال ۱۹۰۴ء میں جن ممتاز شخصیات نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت چوہدری نصراللہ خاں صاحب (والد محترم حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب) (۲) حضرت ماسٹر مولا نا بخش صاحب۔ مدرسہ احمدیہ کے قدیم اساتذہ میں سے تھے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی بچوں کو پرائیویٹ ٹیوٹر کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔ (۳) حضرت سید دلاور شاہ بخاری صاحب ایڈیٹر ''مسلم آؤٹ لک'' (۴) حضرت چوہدری غلام محمد صاحب آف پوہلہ مہاراں (۵) حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی (۶) حضرت میر خداداد خاں صاحب سابق والی قلات

(تاریخ احمدیت جلد ۲ نیا ایڈیشن صفحہ ۳۷۱)

جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء

جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء ۲۹ اور ۳۰ دسمبر مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا۔ ۲۹ دسمبر کو نماز ظہر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر فرمائی جس میں حضور نے اصلاح نفس کے تین طریقے اوّل گناہ سے بچنے کی کوشش دوم دعا اور تیسرے صحبت صادقین بیان فرمائے۔ نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ ۳۰ دسمبر کو بعد نماز جمعہ حضورؑ نے اپنی تقریر میں انقطاع دنیا اور حصول قرب الٰہی کا مضمون بیان فرمایا۔

(بحوالہ رسالہ انصاراللہ جنوری ۲۰۰۴ء ربوہ)

ولادت اور درخواست دُعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۱/۲۰-۲-۰۴ کی درمیانی رات کو خاکسار کے بیٹے عزیز تسنیم احمد فرخ مدرس تعلیم الاسلام ہائی اسکول کو پہلا لڑکا عطا ہوا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام ''فرخ احمد'' تجویز فرمایا ہے۔ بچے کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ بچہ مکرم مولوی سید نصیر الدین احمد صاحب کا نواسہ ہے۔

(اعانت بدر-۵۰) (مبارک احمد بٹ ایم-اے کارکن نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اسکی غرض

........مبارک احمد شاد خادم سلسلہ شملہ-ہماچل........

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف فسق و فجور پھیل گیا اور شریعت اسلامیہ سے لوگ روگرداں ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مجدد اعظم مسیح موعود اور جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ آپؑ کے ذریعہ سے تجدید دین کا کام ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم جسے لوگوں نے فراموش کردیا دنیا میں پھر رائج ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پیشتر یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی کہ لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہٗ رجل من ابناء فارس (صحیح بخاری) کہ اگر اس زمانہ (مسیح موعود) میں ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو ایک فارسی الاصل انسان اسے دوبارہ دنیا میں لاکر رائج کرے گا۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی بعثت کے اغراض مقاصد پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''سو خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں چنانچہ میں نے سب کچھ بتادیا اور نیز میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہوگئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کے جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیاوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی اب میرے زمانے میں بھی یہی حالت ہے سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دور ہو گیا تھا سو میں انہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کیلئے میں بھیجا گیا ہوں''۔

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ حاشیہ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۴)

''لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے اُترے گا اس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اور چپ رہا لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اسکی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی ان کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے یہ اس لئے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مر گئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہوگئے گویا مر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہوگئے سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں''۔ (کشتی نوح صفحہ ۷)

''میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کردیا جائے میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرو ڈیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائی گئی''۔ (فتح اسلام صفحہ ۶)

''یہ عاجز تو محض اس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچادے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے''۔

(حجت الاسلام صفحہ ۱۲)

''اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳)

اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض کسی نئی شریعت یا نئے دین کے قیام کیلئے نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف [illegible] ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم اور آپ کی شریعت پر لوگوں کو کاربند کرانا ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے برگزیدہ انسان دنیا میں نیکی کا بیج بونے کیلئے آتے ہیں وہ انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کیلئے آتے ہیں اور سیدھا اور سچا راستہ انہیں دکھاتے ہیں جس پر چل کر انسان اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور یہ مقصود اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل [illegible] اور اس سچے اور سیدھے راستہ پر چلا نہ جاوے جو اس کیلئے مقرر کیا گیا ہو پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو کام اور مقصد تھا وہ حضور علیہ السلام نے پورا کردیا آپ نے صحیح اور حقیقی اسلام کا راستہ دنیا کے سامنے پیش کردیا اور وہ گرد و غبار جو اسلام کے نورانی اور پاکیزہ چہرہ پر چھا گیا تھا اُسے آپؑ نے دور کردیا اس کی صحیح تعلیم اور احکام کو دنیا پر ظاہر فرمایا اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس تعلیم پر کاربند ہو کر منزل مقصود کو حاصل کرلیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی دائمی خوشنودی کو حاصل کرنیوالے بن جائیں۔

آپ کے خطوط

تقسیم کے بعد پہلے جلسہ سالانہ میں صرف ۳۱۳ درویش شامل ہوئے-اجتماعی دُعا میں اس قدر رقت اور گریہ زاری تھی کہ دیکھنے والے غیر مسلموں کے دل بھی پگھلنے لگے

ھندوستان کی تقسیم نے پنجاب بلکہ اکثر صوبہ جات میں ایک قیامت برپا کردی تھی۔ قادیان تو اس علاقہ میں لاکھوں اجڑے ہوئے انسانوں کی پناہ گاہ بن گیا تھا۔ جو لوگ احمدیوں کو سلام کرنا کفر سمجھتے تھے جماعت احمدیہ کے امام نے ان کو اس رنگ میں گلے لگایا کہ آخر وقت تک ان کو احساس تک نہیں ہونے دیا کہ یہ لوگ ہمارے مخالف رہے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں رفیوجیوں کو سنبھالنا ان کے کھانے پینے اور حفاظت کا انتظام کرنا معمولی بات نہ تھی۔ آخر رفیوجیوں کا دور ختم ہوا اور قادیان سارے علاقہ میں ایک واحد شہر رہ گیا جہاں ایک محلہ میں چند ہزار احمدی باقی رہ گئے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں تقریبا ۳۱۳ درویشان کو دارالمسیح بہشتی مقبرہ کے علاقہ میں خدمت کیلئے مقرر کیا گیا۔ ہم لوگ حضرت سیدی مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ کے قافلہ کو الوداع کرنے کیلئے دارالانوار تک گئے جہاں اس قافلہ کو لے جانے کیلئے بسیں کھڑی تھیں۔ حالات انتہائی تشویشناک تھے۔ اور امید نہیں تھی کہ آئندہ ان سے کبھی ملاقات ہوگی الوداعی دُعا کے وقت کہرام مچ گیا تھا بہرکیف یہ بظاہر کٹھن مگر مبارک دور شروع ہو گیا کئی اتار چڑھاؤ آئے بائیکاٹ ہوئے۔ ایسا وقت بھی آیا کہ آٹا ختم ہوگیا اور مجبوراً گیہوں ابال کر کھانا پڑا۔ محلہ سے باہر نکلنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ احتیاطاً پہرے وغیرہ بھی لگتے رہے۔ مگر اندازہ کریں سارے علاقہ میں چند سو کی کیا حقیقت تھی۔ ان چند احمدی مسلمانوں کو علاقہ کا ہر انسان غضبناک آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن آج بھی جو درویش زندہ ہیں وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ ان مقدس مقامات کی خدمت کے وقت عجیب قسم کا اطمینان اور سکون تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان مقامات کی حفاظت کیلئے مقرر ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان خادموں کی ایسے رنگ میں دلداری کر رہے تھے کہ جس طرح ایک باپ مجبوراً اپنی اولاد کو کسی خطرناک حالات میں چھوڑ کر بے تاب ہو کر حوصلہ دے رہا ہے کبھی پیغام میں میرے پیارو۔ کبھی اصحاب الصفہ کا خطاب دیکر ہم کمزوروں کی عزت افزائی فرماتے تھے۔ آخر جب حالات نارمل ہونے لگے تو حضور نے تربیت اور تبلیغ کی طرف ہمیں متوجہ کرنا شروع کردیا۔

سب سے پہلا جلسہ سالانہ تقسیم کے بعد مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا اور صرف ۳۱۳ درویشان شامل ہوئے۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ امیر جماعت نے جب دُعا شروع کروائی تو غیر مسلم اپنی چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے رب العزت کے حضور ہماری گریہ وزاری دیکھ کر ان کے دل بھی پگھلنے لگے ہمارے مولیٰ نے بہت جلد اُن کے قلوب میں تغیر پیدا کردیا اور آج یہ صورت ہے کہ جلسہ سالانہ پر شہر کا ہر شہری احمدی مسلمانوں کو ٹھہرانا اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہے کہاں تقسیم کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر صرف ۳۱۳ درویش شامل تھے اور آج جلسہ سالانہ کے موقع پر ۶۰ ہزار سے زائد احمدیت کے پروانے جمع ہو رہے ہیں۔ بیشک بھارت میں کروڑوں مسلمان ہیں مگر اس قسم کا تغیر اور انقلاب ایسے حالات میں سوائے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد اور نصرت کے کہاں پیدا ہوسکتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں جس قدر بدامنی تھی اور خاص طور پر قادیان کے اردگرد تقسیم کے وقت جو حالات تھے کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ احمدیوں کا یہ مرکز پھر آباد ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو پھر زندگی عطا فرمائی اور اس کو دارالامان میں بدل دیا اور ہم خدا کے فضل سے دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ہمارے ملک میں مسلمانوں کیلئے یہ محفوظ ترین جگہ ہے۔

(چوہدری مبارک علی درویش قادیان نزیل ایڈمنٹن کینیڈا)

☆☆☆

عراقی عوام اور امریکی فوج

القاعدہ سے تعلق رکھنے کے شبہ میں امریکی فوج عراق میں چھاپے مار کر مشتبہ افراد کو گرفتار کرتی ہے لیکن مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ امریکی فوج بے گناہ اور معصوم لوگوں کو پکڑتی ہے۔ گزشتہ دنوں باقوبا علاقے سے امریکی فوج نے ۲۳ سالہ کراوی اور اس کے ۴۲ سالہ والد صبحی اور ۱۷ سالہ بھائی ابراہیم سمیت دو درجن افراد کو گرفتار کیا۔ مقامی لوگوں کا دعوی ہے کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا وہ نیک لوگ ہیں اور ان کا باغیوں سے کوئی تعلق نہیں باقوبا کی مضافاتی بستی ''یاروک'' (جہاں سے مذکورہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا) کی مسجد ''الاقصیٰ'' کے امام عبدالرزاق دلیامی کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کا ایک ہی قصور ہے کہ وہ پکے مسلمان ہیں اور اس مسجد میں نماز باجماعت کیلئے باقاعدگی سے آتے ہیں۔ امریکی ان غریب اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اس لئے گرفتار کرتے ہیں کہ یہ مسلمانوں والا لباس پہنتے ہیں اور داڑھی رکھتے ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس قسم کی غیر منصفانہ گرفتاریوں سے امریکہ مخالف جذبات بڑھ رہے ہیں اور اس کی تعداد جو پہلے ۱۰ فیصد تھی اب بڑھ کر ۹۰ فیصد ہوگئی ہے۔

ایک طرف جہاں عراقی عوام اس طرح کی مصیبت سے دوچار ہیں تو دوسری طرف امریکی فوج کا کیا حال؟ اس کے جوان ایک کے بعد ایک خودکشی کیلئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اب تک ۲۱ فوجیوں کے خودکشی کرنے کی تصدیق تو خود امریکہ بھی کر چکا ہے اگرچہ امریکہ نے بھی وقت وقت پر یہ تسلیم کیا ہے کہ عراق پر فوجی حملے کے دوران اس سے غلطی سے رہائشی علاقوں پر بمباری ہوئی لیکن امریکہ کا رخ اس معاملے پر پشیمانی والا نہیں تھا امریکی فوجیوں کی طرف سے خودکشی کی وارداتیں اسی پشیمانی کا نتیجہ ہیں کیونکہ اس وحشیانہ قتل وغارت سے ان کے دل و دماغ ان کے بس میں نہیں ہیں اور ان کا دماغی توازن بگڑ چکا ہے۔

اقوام متحدہ کے اسلحہ معائنہ کار بلکس نے کہا کہ عراق پر حملہ غیر قانونی تھا

حال ہی میں برطانیہ کے روزنامہ ''انڈی پنڈنٹ'' (بحوالہ ہند سماچار جالندھر 6-3-04) کے ایک انٹرویو میں اقوام متحدہ کے اسلحہ معائنہ کار مسٹر بلکس نے کہا ہے کہ گزشتہ برس مارچ میں امریکہ کی رہنمائی میں جو حملہ کیا گیا وہ اقوام متحدہ کی قرارداد 1441 اور اس سے پچھلی قراردادوں کے مطابق غیر قانونی تھا۔ مسٹر بلکس نے اس انٹرویو میں مزید کہا کہ وہ اس دلیل سے اتفاق نہیں کرتے کہ عراق کی طرف سے اقوام متحدہ کی پچھلی قراردادوں کی خلاف ورزی کے سبب یہ حملہ جائز اور قانونی سمجھا جاسکتا ہے۔

عراق اور پاکستان میں محرم کے جلوس پر شدید حملے

۲ مارچ بروز منگل ۱۰ محرم کو بغداد اور کربلا میں کئی بم دھماکے ہوئے جن میں بیسیوں اشخاص ہلاک ہوگئے۔ کربلا میں ہوئے دھماکوں سے لاشوں کے پرخچے اڑ گئے لوگ رو رہے تھے اور علاقہ سے بھاگ رہے تھے۔ بغداد کی شیعہ مسجد میں چار زبردست دھماکے ہوئے جس میں ۵۷ لوگ مارے گئے۔ عراق ایران اور دیگر علاقوں سے کربلا میں ۲۰ لاکھ سے زیادہ شیعہ جمع تھے۔ ۱۰ محرم کو جس دن کے امام حسینؓ کی شہادت ہوئی۔ شیعہ حضرات ماتم کے طور پر مناتے ہیں۔ کربلائی سڑکوں میں لاکھوں کا مجمع تھا یہاں کم از کم پانچ دھماکے ہوئے۔ دونوں شہروں کو تقریباً ایک ساتھ نشانہ بنایا گیا۔ ان حملوں کو خانہ جنگی بھڑکانے کا باعث بتایا جارہا ہے۔

اسی روز پاکستان کے شہر کوئٹہ میں شیعوں کے جلوس پر گولیوں اور بموں سے حملہ ہوا۔ مرنے والوں کی تعداد ۴۷ تک جا پہنچی ہے۔ حملے کے بعد شیعہ مسلمانوں نے دکانوں کو آگ لگادی اور توڑ پھوڑ کی۔ خبروں کے مطابق پہلے کلاشنکوف رائفل سے فائرنگ ہوئی اور اس کے بعد خودکش حملہ آور آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو اڑا دیا۔ کوئٹہ میں شیعہ فرقہ پر یہ ایک سال کے اندر دوسرا بڑا حملہ ہے گزشتہ سال جولائی میں شیعوں پر مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے حملہ کیا گیا تھا۔

بنگلہ دیش میں لاقانونیت کا دور دورہ

ایک ماہ کے اندر بنگلہ دیش میں چوتھی بار اپوزیشن کی طرف سے کرائی گئی عام ہڑتال کی وجہ سے راجدھانی میں سڑکیں سنسان پڑی تھیں۔ اور تجارتی ادارے بند رہے حالانکہ ملک میں یہ عام شکایت ہے کہ اس قسم کی ہڑتالوں سے معیشت بری طرح متاثر ہورہی ہے۔ عوامی لیگ اور ہم خیال پارٹیوں کی طرف سے یہ ہڑتالیں ملک میں قانون و انتظام کی بگڑی حالت پھیلی ہوئی بدعنوانی اور سیاسی انتقامی کارروائیوں کے خلاف بطور احتجاج کرائی جارہی ہیں۔ عوامی لیگ کی سربراہ شیخ حسینہ نے گزشتہ دنوں کہا ہے کہ جب تک وزیراعظم خالدہ ضیاء نئے چناؤ کیلئے تیار نہیں ہوں گی وہ اسی طرح کی ہڑتالیں کراتی رہیں گی۔ حکمران بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل عبدالمنان بھوئیاں نے عوامی لیگ پر جھوٹ بولنے اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کرنے کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کے عوام کو اپوزیشن کی طرف سے ملک میں افراتفری پھیلانے اور معیشت کو تباہ کرنے کی کوششوں کے تئیں چوکس رہنا چاہئے۔ تجارت سے وابستہ اہم لوگوں کا کہنا ہے کہ اس قسم کی ہڑتالوں سے ایک دن میں ۶ کروڑ ڈالر کا نقصان ہوتا ہے۔ ۱۲ فروری سے اب تک اپوزیشن تین بار ہڑتال کرا چکی ہے۔ دوسری طرف اپوزیشن کا کہنا ہے کہ بنگلہ دیش کے ممتاز ادیب ڈاکٹر ہمایوں آزاد پر ڈھاکہ یونیورسٹی کے نزدیک جو حملہ ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سرکار اہم لوگوں تک کی حفاظت میں ناکام ہے۔

بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے 2 علماء کا قتل

بنگلہ دیش میں مارچ کے پہلے ہفتہ میں جماعت اسلامی کے 2 علماء ان کے حریفوں کی طرف سے ہلاک کر دیئے گئے۔ مقامی پولیس کے مطابق ڈھاکہ سے 340 کلومیٹر شمال میں ان دونوں علماء پر موٹر سائیکل سواروں نے حملہ کیا اور وہ فرار ہوگئے ان میں سے ایک کا نام مولانا ابوبکر صدیقی ہے جبکہ دوسرے کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

بڑودہ میں تعزیوں کے جلوس پر تشدد

شہر کے پانی گیٹ علاقہ میں محرم کے جلوس کے دوران ہجوم کے تشدد میں تین اشخاص ہلاک اور ایک درجن سے زیادہ زخمی ہوگئے۔ ان میں سے ایک پولیس فائرنگ میں مارا گیا۔ ۲۴ سالہ محمد سعید بدرالدین پولیس فائرنگ میں مارا گیا جبکہ دوسرا نوجوان چھوٹے لال نیا جی زخموں کی تاب نہ لاکر ہسپتال میں دم توڑ گیا۔ تین اشخاص کو گولیوں سے زخم لگے اور ان میں سے دو کی حالت نازک ہے۔ پانی گیٹ میں متصادم ہجوم کو منتشر کرنے کیلئے لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے لیکن ان کے بے اثر رہنے پر پولیس نے فائرنگ کی۔ اقلیتی غلبہ والے علاقوں میں تعزیہ کے پرامن جلوس کو یقینی بنانے کیلئے پورا بندوبست کیا گیا تھا لیکن جب اہل جلوس میں سے ایک گروپ نے متنازعہ جگہ کے سامنے تعزیہ نصب کرنے کی کوشش کی تب تشدد پھوٹ پڑا۔ دونوں گروپوں میں ٹکراؤ کے بعد بھاری خشت باری ہوئی۔ کئی دکانوں کو نقصان پہنچنے کے علاوہ ہجوم نے چند دو پہیہ گاڑیوں اور سڑک پر کھڑی پانچ لاریوں کو آگ لگا دی۔ بعد میں دو اور علاقوں کمبھر واڑہ اور میمن کالونی میں بھی تشدد پھیل گیا۔

مریخ پر پانی اور زندگی کی تلاش
کیا کبھی مریخ پر زندگی موجود تھی؟

امریکی خلائی گاڑی اسپرٹ سات ماہ کے طویل سفر کے بعد تین جنوری کو سیارہ مریخ پر اتری۔ خلائی گاڑی میں نصب ایک کیمرے کے ذریعے زمین پر رنگین تصویریں بھیجی جارہی ہیں۔ ان تصویروں میں کئی دلکش مناظر موجود ہیں۔ ان میں خلائی گاڑی کے قریب چٹانوں سے لیکر دور افق پر نظر آنے والی پہاڑیاں شامل ہیں۔

اسپرٹ مشن کی سائنسی ٹیم کے ایک رکن ڈاکٹر مائیکل میلن کا کہنا ہے کہ اسپرٹ سے ملنے والی تصاویر سے ایک پورا منظر نامہ ہمارے سامنے آگیا ہے، جو ہمارے آئندہ کے مشن کیلئے بہت مددگار ثابت ہوگا۔ تصویروں کو جوڑنے سے جو منظر نامہ بنتا ہے، وہ الگ الگ تصویروں سے کہیں بہتر ہے۔ اس سے مختلف اشیاء کی پوزیشن کا انداز لگانے اور سمت کا احساس پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ میں اس کے ذریعے باآسانی تصور کرسکتا ہوں کہ میں مریخ پر کہاں کھڑا ہوں، کیونکہ میں ایک نظر میں مختلف سمتوں کو دیکھ سکتا ہوں۔

اسپرٹ کا اگلا قدم مریخ کی سطح پر چلنے کیلئے تیاری کرنا ہے۔ اس کے بعد اسپرٹ کو ۱۱۵ ڈگری تک گھڑی کی سوئیوں کے رخ پر گھمایا جائے گا اور یہ کام تین مرحلوں میں مکمل کیا جائے گا۔ اگر اس کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی تو گاڑی کو شمال مغرب کی طرف ۲۸۶ ڈگری تک گھمایا جائے گا۔ اس مشن کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا مریخ پر کبھی پانی اور زندگی موجود تھی یا نہیں۔

ہوابازی اور خلائی تحقیق کے امریکی ادارے ناسا اور مریخ کے مشن کے بارے میں مزید تفصیلات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں:

http://www.nasa.gov

مریخ کے مشن کے بارے میں اضافی معلومات اس ویب سائٹ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں:

http://marsrovers.jpl.nasa.gov

کارنیل یونیورسٹی کی اس ویب سائٹ سے بھی مشن کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں:

http://athena.cornell.edu

☆☆☆

اخبار بدر میں کاروباری اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 52 Tuesday, 9/16 Mar. 2004 Issue No 10-11

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہر بیعت کرنے والے سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ خدا کی خاطر یہ عہد کرتا ہے کہ تمام معروف فیصلوں میں میری اطاعت کریگا اور اس پر مرتے دم تک قائم رہے گا

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر شرائط بیعت کی ایمان افروز تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''آج کا مضمون شرائط بیعت پر ہے۔ بعض دوستوں کے خطوط آئے کہ ہم نے تجدید بیعت تو کرلی ہے لیکن ہمیں پوری طرح ادراک نہیں اور نہ ہمیں پتہ ہے کہ وہ بیعت کی دس شرائط کیا ہیں جن کو ہم نے ماننا ہے مجھے خیال ہوا میں نے محسوس کیا کہ بہتر ہے مناسب ہے کہ آج جلسہ کے موقعہ پر ہی اس عنوان پر کچھ کہوں۔ کیونکہ کافی لمبا مضمون ہے تمام شرائط کا احاطہ کرنا تو یہاں مشکل ہے لیکن چند ایک کے بارہ میں کچھ تفصیل بتاؤں گا اور پھر آئندہ انشاء اللہ یہ مضمون خطبے میں یا کسی اور موقع پر پیش کروں گا۔

تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بیعت ہے کیا۔ اس کی وضاحت میں احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے کرتا ہوں۔

حضور فرماتے ہیں:

''یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔ اس کی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ کیا ہوگا۔ لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے اور اس میں نشوونما کی قوت موجود ہوتی ہے۔ تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اوپر آتا ہے اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے انسان بیعت کنندہ کو اوّل انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اُسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا''۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۷۳)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجامکار کوئی شخص نقصان اُٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اُٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کرے گا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموٰت والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے''۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۹، ۳۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات سے واضح ہے کہ بیعت چیز کیا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک یہ بات سمجھ جائے کہ اسکی ذات اب اس کی اپنی ذات نہیں رہی۔ اب ہمیں بہرحال اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہوگی، ان کا تابع ہونا ہوگا۔ ہمارا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوگا تو یہی خلاصہ ہے۔ دس شرائط بیعت کا۔

خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''دسویں شرط یہ ہے کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف مان کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

تو اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہر بیعت کرنے والے سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ خدا کی خاطر یہ عہد کرتا ہے کہ تمام معروف فیصلوں میں میری اطاعت کرے گا اور اس پر مرتے دم تک قائم رہے گا۔ اور یہ جو تمام شرائط اوپر بیان ہو چکی ہیں یہ معروف حکم ہے۔ تو ان کی پابندی کرنا یہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے اور ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس کا تعلق اور عشق اور فرمانبرداری آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق، آپ کے غلام، آپ کے روحانی فرزند کے ساتھ اس طرح ہوگی جس کی مثال دنیا کے کسی رشتہ میں نہ ملتی ہو۔ کیونکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور پھر خدا سے تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے ہی ہوگا، اس کے سوا تمام راستے بند ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھتے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہیں ڈرتے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے اور ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

آخر پر حضور پُرنور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بحوالہ اخبار بدر شمارہ 42 اور 45- سن 2004)-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

☆...... قرآن کریم ایک ایسی غذا کی مانند ہے جو ہر طبقے، ہر مزاج کے مناسب حال ہے اور یہی اس کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ جدید ایڈیشن صفحہ ۲۲۷)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)